مجلّہ

۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی

حمد

حضرت رضا قدس سرہ

اَلحمدُ للّٰہِ ربِّ الکونِ و البَشَر
حمداً یدوم دواماً غیرَ منحصر

وافضلُ الصّلوٰتِ الزاکیاتِ علٰے
خیرِ البریّۃِ مُنجی الناسِ من سقر

بِکَ العیاذُ الٰہی اِن اشاحکُما
سواکَ یا ربّنا یا منزل النذر

حمد باری تعالیٰ جل جلالہ

امام احمد رضا قدس سرہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمُتَوَحِّدِ ۔۔۔ بِجَلَالِہِ الْمُتَفَرِّدِ
وَصَلَاتُہٗ دَوَامًا عَلٰی ۔۔۔ خَیْرِ الْاَنَامِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم
وَالْاٰلِ وَالْاَصْحَابِ ھُمْ ۔۔۔ مَاوٰیْ عِنْدَ شَدَائِدِیْ
فَاِلَی الْعَظِیْمِ تَوَسُّلِیْ ۔۔۔ بِکِتَابِہٖ وَبِاَحْمَدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ وآلہ
United Bank Limited
at your service
PID-Islamabad
manhattan PAKISTAN

مجلسِ عاملہ

بانی ـــــ سیّد محمد ریاست علی قادری علیہ الرحمۃ

سرپرست

علامہ شمس الحسن شمس بریلوی و ـــ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد و ـــ علامہ سیّد شاہ تراب الحق قادری

صدر

صاحبزادہ سیّد وجاہت رسُول قادری

نائب صدر ـــ حاجی شفیع محمد قادری

جنرل سیکریٹری ـــ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

جوائنٹ سیکریٹری ـــ السیّد زاہد سراج القادری

فنانس سیکریٹری ـــ منظور حسین جیلانی

سیکریٹری اطلاعات و مطبوعات ـــ پروفیسر ڈاکٹر عبدالباری صدیقی

اراکین ـــ حاجی عبداللطیف قادری

سیّد ریاست رسُول قادری

سیّد اویس علی قادری

آفس سیکریٹری : اقبال احمد اختر القادری

نائب آفس سیکریٹری : سیّد خالد سراج القادری

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی

۲۵ جاپان مینشن رضا چوک (ریگل) کراچی۔ ۷۴۴۰۰

فون ۷۲۵۱۵۰۰، پوسٹ بکس نمبر ۴۸۹ ٹیلیگرام "المختار"

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

(امام احمد رضا محدّث بریلوی قدس سرہٗ)

تابِ مرآتِ سحر گردِ بیابانِ عرب
غازۂ روئے قمر دودِ چراغانِ عرب

اللہ اللہ بہارِ چمنستانِ عرب
پاک ہیں لوثِ خزاں سے گل و ریحانِ عرب

جوششِ ابر سے خونِ گلِ فردوس گرے
چھیڑ دے رگ کو اگر خارِ بیابانِ عرب

تشنۂ نہرِ جناں ہر عربی و عجمی
لبِ ہر نہرِ جناں تشنۂ نیسانِ عرب

طوقِ غم آپ ہوائے پرِ قمری سے گرے
اگر آزاد کرے سروِ خرامانِ عرب

مہرِ میزاں میں چھپا ہو تو حمل میں چمکے
ڈالے اِک بُوند شبِ دے میں جو بارانِ عرب

عرش سے مژدۂ بلقیسِ شفاعت لایا
طائرِ سدرہ نشیں مرغِ سُلیمانِ عرب

حُسنِ یُوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں
سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب

کُوچہ کُوچہ میں مہکتی ہے یہاں بوئے قمیص
یوسفستاں ہے ہر ایک گوشۂ کنعانِ عرب

بزمِ قدسی میں ہے یادِ لبِ جاں بخش حضور
عالمِ نور میں ہے چشمۂ حیوانِ عرب

پائے جبریل نے سرکار سے کیا کیا القاب
خسروِ خیلِ ملک خادمِ سُلطانِ عرب

بلبل و نیلپر و کبک بنو پروانو!
مہ و خورشید پہ ہنستے ہیں چراغانِ عرب

حُور سے کیا کہیں موسیٰ سے مگر عرض کریں
کہ ہے خود حُسنِ ازل طالبِ جانانِ عرب

کرمِ نعت کے نزدیک تو کچھ دُور نہیں
کہ رضائے عجمی ہو سگِ حسّانِ عرب

ھدیۂ عقیدت

(منقبت)

اظہار عقیدت از علامۃ العلام فصیح اللسان خان عنایت محمد خاں غوری صاحب

کیا بہار باغ عالم ہے گلستان رضا
چہچہا زن ہیں ہر ایک سو عندلیبان رضا

دیکھتے ہی میں نے پہچانا مہ و خورشید کو
ضوفگن ہے چار سو رخسار تابان رضا

سجدہ گاہ اہل عرفاں حق تعالیٰ نے کیا
صدقے جائیں اللہ اللہ شان ایوان رضا

بے پئے سرشار ہیں مے کی ذرا حاجت نہیں
جھومتے ہیں بادہ عرفاں سے مستان رضا

اللہ اللہ اس کی بو سے دونوں عالم بس گئے
باغ رضوان درحقیقت ہے گلستان رضا

ہے زبان ریختہ میں حق تعالیٰ کا کلام
ترجمہ قرآن کا ہے صاف دیوان رضا

حضرت خیرالوریٰ کا سر پر سایہ کیوں نہ ہو
سنت خیرالوریٰ ہو جب کہ ایمان رضا

فیض غوث پاک کا ادنیٰ کرشمہ دیکھئے
کس قدر پھولا پھلا عالم میں بستان رضا

بوستان قادریت یا خدا پھولے پھلے
لہلہائے تا ابد نخل گلستان رضا

مہر و ماہ کو رخ اٹھاتے شرم آتی ہے یہاں
واقعی ہے نور حق شمع شبستان رضا

مصطفےٰ ۔ جیلانیؔ ۔ امجد ۔ ظفر و نعمانی میاں
ہیں گل و لالہ و ریحاں باغ و بستان رضا

حضرت عبدالعلیم حسنین و مولانا نعیم
اپنے اپنے ہاتھ سے تھامے ہیں دامان رضا

مرشدی و مولائی قبلہ حضرت حامد رضا
شکر خالق ۔ آپ ہی ہیں زیب دیوان رضا

دیکھتے ہیں چشم حیرت سے شبیہ پاک کو
آپ ہی سے لیتے ہیں تسکین جویان رضا

منقبت سن کر مری کہتے ہیں ارباب سخن
حضرت غوری تمہیں ہو آج حسان رضا

ایم سی بی خوشحالی بچت اکاؤنٹ

آج کی بچت کل کی خوشحالی

ایک یقینی مستقبل کی شروعات زیادہ محفوظ، مستحکم اور منافع بخش
ایم سی بی خوشحالی بچت اکاؤنٹ
سے کیجئے۔
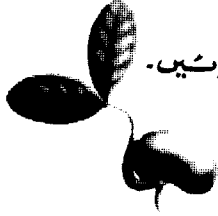
آج ایم سی بی خوشحالی بچت اکاؤنٹ کا بیج بوئیں۔
کل خوشحالی کی سدا بہار فصل کاٹیں۔

کسی عام اکاؤنٹ میں عمومی فوائد کی بنیاد پر سرمایہ منجمد نہ کریں۔ اپنی بچت کو
ایم سی بی خوشحالی بچت اکاؤنٹ میں جمع کرائیں۔ جہاں مارکیٹ کے اتار چڑھاؤ
اور اقتصادی حالات کی غیر یقینی کے باوجود آپ کا سرمایہ تیزی سے
پھلتا پھولتا ہے۔

سال بہ سال۔ آپ کی بچت
زیادہ پھل دار

ایک پھل دار درخت کی طرح ایم سی بی
خوشحالی بچت اکاؤنٹ زیادہ سے زیادہ منافع دیتا ہے۔ آپ کی
بچت پر ۸ فیصد* سالانہ منافع آپ کے بہتر مستقبل کی
ضمانت ہے۔

ہر چھ ماہ بعد آپ کے اوسطاً یومیہ
بیلنس پر منافع کی ادائیگی۔

آپ کے مزید
فائدے کے لئے ہم آپکے اوسطاً یومیہ بیلنس پر مقررہ شرح کے مطابق منافع ہر چھ ماہ
بعد ادا کریں گے جب کہ عام روایتی سیونگ اکاؤنٹس میں کم از کم ماہانہ بیلنس
پر منافع دیا جاتا ہے۔ لہٰذا ایم سی بی خوشحالی بچت اکاؤنٹ میں آپ کا منافع
تیزی سے بڑھتا ہے۔

خوشحالی بچت اکاؤنٹ سے یوٹیلٹی بلز
کی ادائیگی کو اور بھی آسان بنائیں۔

پاکستان میں پہلی بار خوشحالی بچت اکاؤنٹ کے ذریعے یوٹیلٹی بلز
(بجلی، گیس اور ٹیلی فون) کی فوری ادائیگی۔ انتظار کی زحمت،
نہ قطار کا مسئلہ۔

بچت۔ منافع اور سہولت

خوشحالی
بچت
اکاؤنٹ
MCB

مسلم کمرشل بینک لمیٹڈ

اچھی بینکاری/ بلکہ بہترین بینکاری

* برائے ختم شدہ سال دسمبر ۱۹۹۲ء

The Circuit

سخن ہائے گفتنی

وجاہت رسول قادری

گماں برکہ بپایاں رسید کارمغاں
ہزار بادہ ناخوردہ در رگ تاک است

"امام احمد رضا محقق زمانہ ہیں' علوم و فنون کے بحرنا پیداکنار ہیں' عشق محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم میں فنا ہیں' قلم میں وہ روانی کہ گویا الفاظ پھسلتے جارہے ہوں' زبان و بیان میں وہ نغمگی و سلاست کہ خود الفاظ کو رشک ہے کہ انہیں احمد رضا نے لکھا ہے ------- فکر و نظر کی بلندیاں' دلائل و براہین کے انبار' قوت فیصلہ کا اظہار' مسائل کا صحیح استخراج و استدراک گویا جو بھی لکھ دیا' حرف آخر ہے' مستند ہے-------'

زمانے بھر کی اعتقادی خرابیاں' فکر و فہم کی کج روی' مذہب سے دوری اور لادینیت کا رجحان' سب کچھ ان کے پیش نظر ہے' اسی لئے تو ان کی شبانہ روز کاوشیں اور جدوجہد ہر ہر محاذ پر ہے۔ دین کی صحیح سمجھ وہ دے رہے ہیں' دامن شریعت سے بدعات کا اور دامن طریقت سے خرافات کا قلع قمع فرمارہے ہیں' لادینیت و ملحدانہ نظریات سے اسلام کا دامن داغدار ہونے سے بچارہے ہیں' ساتھ ہی باطل سائنسی نظریات کے مقابلے میں قرآن فہم و منشا کو پیش فرمارہے ہیں' سیاسی میدان میں ملک و ملت کی اپنے صحیح اسلامی فکر سے رہنمائی فرمارہے ہیں' علوم و فنون کی خدمت' لغات و لسان کے دامن کو نئے جواہر سے مزین فرمارہے ہیں' فن شاعری کو نئی جہات سے روشناس کرارہے ہیں -------' اس قدر صلاحیت و قابلیت اور خدمت دین میں مصروفیت کہ ۲۴ ر گھنٹوں میں سے صرف دو گھنٹے آرام مگر تواضع اور انکساری کا یہ عالم کہ

"------- لم یخطر ببالی قط انی من العلماء او زمرۃ الفقہا وان لی جنب الائمہ مقالا اوفی الحکم والحکم بعھم مجالاً وانما منتم الیھم متطفل علیھم فعنھم خذ و منھم استفید------"

("------- کبھی میرے دل میں یہ خطرہ تک نہ گزرا کہ میں عالم ہوں یا فقہا کے گروہ سے ہوں یا اماموں کے مقابل مجھے کوئی لفظ کہنا پہنچتا ہے یا حکم و حکمت شرع میں مجھے ان کے ساتھ مجال ہے' میں تو ان کا نام لیوا ہوں' اور ان کا طفیلی- انہیں سے لیتا اور (عامۃ الناس کو) فائدہ پہنچاتا ہوں-------")

سچ ہے کہ:

"امام احمد رضا محقق بریلوی ستر (۷۰) سے زیادہ علوم و فنون پر حاوی تھے مگر عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر حاوی تھا۔"

○

یہ سعادت ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے حصے میں بھی آئی کہ وہ امام احمد رضا محدث بریلوی کے فکر و مشن کو عام کرنے میں ہمہ تن مصروف رہے۔ ناشر رضویت' سید ریاست علی قادری مرحوم' رحمۃ اللہ علیہ نے آج سے ۱۳ سال قبل جس مشن کی داغ بیل ڈالی تھی' ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی شکل میں آج الحمدللہ وہ ایک تناور درخت کی شکل اختیار کرچکا ہے۔ اور اس کے ثمرات ملکی و بین الاقوامی سطح پر ظاہر ہونا شروع ہوگئے ہیں۔ امام احمد رضا محقق بریلوی کے معاندین و حاسدین کا قائم کردہ غلاف تار عنکبوت کی طرح تار تار ہونا شروع ہوگیا ہے۔ رات کی ظلمت چھٹ رہی ہے جوں جوں صبح ہوتی جارہی ہے' کھوٹے سکوں میں سے کھرے سکے کی پہچان ہوتی جارہی ہے اور اس بیش قیمت ہیرے کی چکاچوند سے آنکھیں خیرہ ہورہی ہیں۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا بڑی تندہی سے مصروف کار ہے۔ سالانہ امام احمد رضا کانفرنسوں کا

کراچی و دیگر بڑے شہروں میں انعقاد' انگریزی' عربی' اردو' فارسی اور سندھی زبانوں میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی بیش قیمت تصانیف کی اشاعت و دیگر بین الاقوامی زبانوں میں تراجم' دنیا بھر میں امام احمد رضا پر ہونے والے تحقیقاتی کام کی رہنمائی اور ان کی حوصلہ افزائی کے لئے سلور اور گولڈ میڈلز کا اجراء' طباعت کے اعلیٰ انتظام کے لئے "المختار پبلی کیشنز" کا قیام ادارہ کی کارکردگی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

جس میں بزرگان ملت کی سرپرستی اور نوجوانوں کی عالی ہمتی اور آپ حضرات کا تعاون قدم قدم پر ہمارے ساتھ ہے۔

○

اپنے معیار اور روایات کے مطابق ادارہ تحقیقات امام احمد رضا سالانہ کانفرنس ۱۹۹۳ء کے انعقاد کے موقع پر درج ذیل کتابوں کا اجراء کر رہا ہے:

(۱) مجلہ امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۳ء
(۲) سالنامہ معارف رضا شمارہ سیزدھم ۱۹۹۳ء
(اس مرتبہ معارف رضا اردو اور انگریزی مضامین کے ساتھ عربی زبان میں بھی مضامین شائع کر رہا ہے۔)
(۳) آئینہ رضویات حصہ دوم مرتبہ مولانا عبدالستار طاہر لاہور
(۴) فقیہ العصر (عربی) از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب تعریب شیخ الحدیث مولانا نصر اللہ خان افغانی
(۵) محدث بریلوی از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
(۶) A Base less Blame BY Prof. Dr. Muhammad Masood Ahmed

○

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا اپنے قیام کے ۱۳ ویں سال میں نئی جہات کو روشناس کرا رہا ہے' پوری دنیا میں جہاں کہیں بھی امام احمد رضا محقق دوراں پر تحقیقی کام ہو رہا ہے' ادارہ ان کی راہنمائی کا فریضہ بطریق احسن انجام دے رہا ہے' نہ صرف یہ کہ امام احمد رضا کے علمی نوادرات و مضامین اور مطبوعہ و غیر مطبوعہ رسائل و کتب فراہم کرتا ہے بلکہ حتی المقدور ان کی مادی اور اخلاقی سرپرستی بھی کرتا ہے' گویا اب یہ امام احمد رضا پر کام کرنے والے محققین و اسکالرز کے لئے ایک علمی و تحقیقی مرکز اور شجر سایہ دار کی حیثیت سے حاصل کر چکا ہے۔

فالحمد للہ علی احسانہ

کام کی رفتار اور وسعت کو دیکھتے ہوئے ادارہ نے گزشتہ سال آفس کو زیادہ وسیع بلڈنگ میں منتقل کیا جو کہ شہر کے وسط صدر میں واقع ہے۔

اسی طرح طباعت کے اعلیٰ اور بہتر انتظام کے لئے "المختار پبلی کیشنز" کا قیام بھی عمل میں لایا جا چکا ہے۔

ہمیں امید ہے کہ آپ حضرات کا عملی تعاون اور معاونت و سرپرستی ہماری ترقی کی رفتار اور نصب العین کے حصول میں مہمیز کا کام دے گا۔

○

ادارہ جہاں تحقیق و جستجو کے نئے اہداف کو چھو رہا ہے وہیں اسے چند صدمات سے بھی دوچار ہونا پڑا ہے۔ ابھی بانی ادارہ' ناشر رضویت سید ریاست علی قادری مرحوم و مغفور کی جدائی کا زخم بھرنے ہی نہ پایا تھا کہ ادارہ کے نائب صدر حاجی فتح محمد رضوی مرحوم و مغفور حرکت قلب بند ہوجانے کے سبب واصل بحق ہوئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم پر اپنی رحمتوں کی برکھا تانے رکھے اور متوصلین کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین) ادارہ کے سرپرست اعلیٰ حضرت علامہ شمس الحسن شمس بریلوی' گزشتہ کافی دنوں سے علیل ہیں' دعا ہے کہ خداوند قدوس انہیں شفائے کاملہ وصحت عاجلہ عطا فرمائے اور ان کی علمی اور تحقیقی خدمات سے ہمیں مستفید فرماتا رہے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم)

○

علوم و فنون کا بحر بیکراں' محقق دوراں کی تصنیفات و تالیفات' کتب و رسائل' بلاشبہ سینکڑوں کی تعداد میں اور ۷۰ سے زیادہ علوم و فنون پر محیط ہیں مثلاً" قرآن' تفسیر و اصول تفسیر' حدیث و اصول حدیث' فقہ و اصول فقہ' عقائد و کلام' لغت و لسان' فرائض

و تجوید' تنقیدات و تعاقبات' تصوف و اذکار' اوفاق و تعبیر' اخلاق' تاریخ و سیر' مناقب و فضائل' نحو صرف و ادب و عروض' زیجات' جفرو تکسیر' جبرو مقابلہ' ریاضی و علم ہندسہ' توقیت و نجوم و حساب' ہیئت' فلسفہ و منطق' ---------- اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ واصف شاہ ہدیٰ اور فنائے عشق حبیب خدا ہے' جو تجدید و احیاء دین کے لئے اس دنیائے رنگ و نکہت میں پیدا کیا گیا جس کا مقصد اور نصب العین تو بس یہ تھا کہ

ثنائے سرکار ہے وظیفہ قبول سرکار ہے تمنا

○

اس عظیم عبقری پر ملکی اور بین الاقوامی جامعات میں تحقیقی کام شب و روز جاری ہے' جتنا خود امام احمد رضا محقق دوراں نے لکھا وہ اس قدر زیادہ ہے کہ اگر تمام جامعات بھی اس کے ایک ایک شعبے پر کام کریں تو بھی اس کا حق ادا نہ ہو ------- مگر جتنا کچھ اب تک امام احمد رضا پر لکھا جاچکا ہے اور لکھا جارہا ہے' اس کے احاطے کے لئے الگ سے ڈاکٹریٹ کا مقالہ لکھا جاسکتا ہے جبکہ ایک فاضلہ اس موضوع پر پہلے ہی M .phil کی ڈگری حاصل کرچکی ہیں جس پر ادارہ ان کو سلور میڈل پیش کرچکا ہے

○

اس سال ادارہ کے پلیٹ فارم سے امام احمد رضا پر تحقیق کے حوالہ سے دو اہم تاریخی کام انجام پذیر ہوئے۔

ادارہ کے جنرل سکریٹری فاضل نوجوان' پروفیسر مجید اللہ قادری صاحب نے امام احمد رضا محدث بریلوی کے ترجمہ قرآن کنز الایمان کے حوالے سے ڈاکٹریٹ کا مقالہ کراچی یونیورسٹی میں پیش کیا' جو آخر کار ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے لئے منظور کرلیا گیا' ان شاء اللہ اس کا سرکاری نوٹیفکیشن بہت جلد متوقع ہے اسی طرح ادارہ ہی کے سکریٹری نشرواشاعت مولانا پروفیسر حافظ عبد الباری صاحب ابن مفتی عبد الطیف قادری صاحب شاہی امام و خطیب شاہجہانی مسجد ٹھٹھہ نے امام احمد رضا کی حیات و افکار اور کارناموں پر سندھی زبان میں ڈاکٹریٹ کا ایک مقالہ سندھ یونیورسٹی حیدر آباد میں پیش کیا تھا الحمد للہ وہ بھی ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے لئے منظور کرلیا گیا اور جلد ہی اس کا نوٹیفکیشن بھی جاری ہوجائے گا' ان شاء اللہ۔ یہ دونوں حضرات اس قابل قدر علمی خدمت پر مبارکباد کے مستحق ہیں اللہ تعالی ان دونوں حضرات کے علم و عمل میں اضافہ فرمائے اور ان کی علمی خدمات کو شرف قبولیت عطا فرمائے (آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم)

مستقبل کے پروگرام

۱۔ نشرواشاعت وطباعت کے لئے قائم کردہ ذیلی ادارہ المختار پبلیکیشنز کی جدید خطوط پر تعمیرو توسیع

۲۔ کمپیوٹر کمپوزنگ' اسکیننگ اور پرنٹر یونٹ کا قیام تاکہ ادارہ کتابوں کی طباعت و اشاعت میں خود کفیل ہوسکے' اور اس کے مالی وسائل میں اضافہ ہوسکے

۳۔ امام احمد رضا ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اور لائبریری کا قیام

۴۔ ملکی سطح پر پاکستان کی جامعات میں امام احمد رضا چیئرز کا قیام

۵۔ بین الاقوامی سطح پر امام احمد رضا پر تحقیقی کام کو مزید مربوط بنانے اور فروغ دینے کے لئے محققین علماء اور دانشوروں کی رابطہ کمیٹی کا قیام

۶۔ سالانہ امام احمد رضا کانفرنس کے علاوہ امام احمد رضا پر موضوعاتی مذاکرے اور سیمینار کا انعقاد اور دیگر اداروں اور انجمنوں سے اشتراک و تعاون

○

ناسپاسی ہوگی اگر ہم ان کرم فرماؤں کا ذکر نہ کریں جنہوں نے محبت و خلوص کے ساتھ دامے' درمے' سخنے' قدمے اس مجلہ کی اشاعت' امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۳ء کے انعقاد اور ادارہ کی کتب کی اشاعت کے سلسلہ میں ہم سے تعاون فرمایا۔

ادارہ ان تمام بینکوں' کمپنیوں' تجارتی نجی اور سرکاری اداروں کے سربراہان کرام اور دیگر معاونین ذی وقار کا جنہوں نے اشتہارات اور عطیات کے ذریعہ ہماری معاونت فرمائی تہہ دل سے شکر گزار ہے۔ ان حضرات کے بھی ہم سپاس گزار ہیں جنہوں نے اشتہارات اور عطیات کے حصول میں اپنی پرخلوص جدوجہد اور ذاتی توجہ سے ہماری مدد فرمائی خاص طور سے جناب زبیر حبیب

صاحب' جناب حنیف عبد الرزاق جانو صاحب' جناب محمود صاحب' محب محترم جناب حفیظ الرحمٰن خاں (ایچ۔ آر۔ خان) قادری صاحب' جناب حنیف اللہ والا صاحب' جناب اسلم آدم صاحب' جناب سید منور علی صاحب' جناب ڈاکٹر محمد سلطان قریشی صاحب' جناب محمد فاروق قصباتی صاحب جناب نثار احمد جاپان والا و فرحت قادری صاحبان وغیرھم اور دیگر تمام محبین و مخلصین جنھوں نے اپنے اسماء گرامی کو پردہ خفا میں رکھنے کا حکم دیا ہے۔

ادارہ اپنے مخلص کرم فرما اور نادر مصور جناب آزر زوبی صاحب کا بے حد ممنون و مشکور ہے' جنھوں نے مجلّہ کا ٹائٹل ڈیزائن فرمایا اور اس کی تزئین و آرائش میں اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا۔

اس کے علاوہ ایسے تمام محترم حضرات جنھوں نے اپنی مفید اور قیمتی مشوروں سے وقتاً فوقتاً ہمیں نوازا' اور خوب سے خوبتر کے سفر میں برابر ہمارے ممدومعاون بنے' خاص طور سے مجلّہ اور ہماری دیگر کتب کی معیار کتابت' کمپوزنگ' تزئین و آرائش وغیرہ کو بہتر سے بہتر بنانے کے ہر عمل اور ہر سطح پر ہماری رہنمائی کی' ہم ان سب حضرات کے بھی دل کی گہرائیوں سے ممنون ہیں' خصوصیت کے ساتھ اس ضمن میں کمانڈر ظفر صاحب کراچی' محترم مولانا عبد الستار طاہر صاحب لاہور' محترم راجہ محمد طاہر رضوی صاحب ایڈووکیٹ جہلم کی خدمات قابل ستائش ہیں۔ ہم ان تمام اہل قلم حضرات کے بھی ممنون ہیں جنھوں نے ہمیں اپنے تخلیقی مقالات و مضامین سے نوازا' نیز ہم ان کرم فرماؤں اور معززین و دانشور حضرات کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے اس کانفرنس کے موقع پر پیغامات ارسال کرکے نہ صرف ہماری ہمت افزائی کی بلکہ امام احمد رضا محدث بریلوی کے مشن "عشق رسول" کے فروغ میں معاونت فرماکر ثواب دارین کے مستوجب ٹھہرے۔

ادارہ اپنے عالمی وقار' جناب علامہ شمس الحسن شمس بریلوی صاحب مدظلہ' مسعود ملت' ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب زید مجدہ' حضرت علامہ شاہ تراب الحق قادری مدظلہ العالی کا ان کی رہنمائی اور مشفقانہ سرپرستی کے لئے ممنون ہے' قدم قدم پر ان کی رہنمائی مشکل سے مشکل حالات میں ان کی دلجوئی اور دستگیری نے امام احمد رضا کانفرنس کے بحسن و خوبی انعقاد کا موقع فراہم کیا اور مجلّہ اور دیگر کتب کی باوقار اشاعت اور پرکشش طباعت کو ممکن بنایا۔ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کا سایۂ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ (آمین!)

کسی ادارے کے دیانت دار' امین اور مخلص کارکن اس کا سب سے بڑا سرمایہ ہوتے ہیں امام احمد رضا کانفرنس کا ہر سال بحسن و خوبی انتظام اور مجلّہ' معارف رضا و دیگر کتب کی خوبصورت طباعت و اشاعت میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے محنتی اور مخلص کارکناں کا بھی بھرپور کردار ہے۔ ان کی شب و روز کی تگ و دو اور بے لوث خدمات کی ستائش نہ کرنا بڑی ناسپاسی ہوگی۔

گزشتہ کئی برسوں کی کارکردگی

ان مخلص کارکنان کی دیانت و امانت اور اخلاص و محبت پر دال ہے۔ ہم نوجوان قلم کار ادارہ کے آفس سکریٹری محبی اقبال احمد اختر القادری زید مجدہ' ناظم اشتہارات و مالیات سید محمد خالد القادری سلمہ' اور محترم القادری افسر خان زید علمہ کی خدمات کو بنظر استحسان دیکھتے ہیں اور اللہ کی بارگاہ میں دعاگو ہیں کہ وہ انہیں ان کی ان خدمات کی بہترین جزاء دارین میں عطا فرمائے اور ان کے علم و عمل میں اضافہ فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم۔

○

آخیر میں اپنے بہی خواہوں سے عرض ہے کہ ہمارا مشن خالصتاً "مشب علم و عشق" ہے ہم اپنی ان تمام کاوشوں کے لئے نہ کسی ستائش کے متمنی ہیں اور نہ ہی کسی صلہ کے۔ اس لئے کہ ہمارا ایمان ہے کہ اگر ہم پر خلوص اور ذاتی اغراض و مقاصد سے بالاتر ہیں تو رب العزت ہمیں اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صدقے میں ہمیں تمام دشواریوں پر قابو پانے کی صلاحیت عطا فرمائے گا اور ان شاء اللہ ہمیں ہمارے مشن و مقاصد میں ضرور کامیابی سے نوازے گا۔ البتہ ہم اپنے کرم فرماؤں سے درخواست گزار ہیں' خصوصاً ان حضرات گرامی سے جو ہمارے کام سے مطمئن ہیں اور جن کی خواہش ہے کہ مشن روز افزوں ترقی کی منازل طے کرے' کہ ہمارے ساتھ تعاون کریں ہم ان شاء اللہ انہیں مایوس نہیں کریں گے۔

○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پاکستان

اسلام آباد　　　　　اسلامی جمہوریہ پاکستان

اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی کانفرنس پر صدر پاکستان کا پیغام

محترمی و مکرمی ،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ ،

میرے لئے یہ مقام مسرت و شادمانی ہے کہ آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کو خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے " امام احمد رضا کانفرنس منعقد کر رہے ہیں "

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان اپنے دور کے ایک نابغۂ روزگار عالم و فاضل تھے ۔ انہوں نے برصغیر کے مسلمانوں کی علمی و سیاسی ناگفتہ بہ حالت کو سنوارنے کیلئے اپنی تمام توانائیوں کو بروئے کار لا کر آزادی کیلئے علمی و قلمی جہاد کیا ۔ انہوں نے مسلمانوں میں ایسی بیداری پیدا کی جس سے انہیں برصغیر میں اپنے مخالفین پر فتح نصیب ہوئی اور مسلمان برصغیر میں ایک آزاد مملکت خداداد پاکستان کے امین ہوئے ۔

مجھے امید ہے کہ کانفرنس کے مجوزہ موضوعات میں سے ایک موضوع "عشق مصطفےٰ " بھی ہوگا کیونکہ یہی ایک شاندار موضوع ہے جس سے مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق ، یک جہتی و یگانگت ، باھمی رواداری اور احترام انسانیت کے جوہر پیدا کئے جا سکتے ہیں ۔ یہ جواہر و خواص بلاشبہ استحکام پاکستان اور فرقہ واریت کے استیصال کا بھی باعث ہوں گے ۔

میری دعا ہے کہ رب العزت کانفرنس بہر نوع کامیابی سے ھمکنار کرے اور آپ کی مساعی عند اللہ مشکور ہوں ، پاکستان پائندہ باد ۔

(غلام اسحاق خان)

صدر پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وزیر اعظم کا پیغام

مجھے یہ جان کر دلی مسرت ہوئی ہے کہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا حسب روایت ایک شاندار کانفرنس کا انعقاد کر رہا ہے۔ اور اس کانفرنس میں نہ صرف پاکستان بھر سے علماء فضلاء خطبا اور دانش ور شرکت کرتے ہیں بلکہ بیرون ملک سے بھی اعلیٰ حضرت احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ کی ادبی و علمی ، دینی و مذہبی اور روحانی و سیاسی خدمات کا اعتراف کرنے کیلئے کانفرنس میں حاضر ہوتے ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ ایک ہمہ جہت شخصیت تھے۔ انہوں نے دین حنیفہ کی خدمت میں اپنا تن ، من دھن سب کچھ قربان کر دیا لیکن اللہ کے حبیب مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے سچا اور پکا عشق ان کا طرہ امتیاز رہا اور وہ اس پر یقین کامل رکھتے تھے۔

هر که عشق مصطفے سامان اوست
بحر و بر در گوشه دامان اوست
روح را جز عشق او آرام نیست
عشق او روز یست کو را شام نیست

مجھے امید ہے کہ آپ کانفرنس میں ایسے حضرات کو مدعو کریں گے جو قوم و ملت میں اتحاد و یگانگت کے فروغ کا پیغام دیں گے۔ کیونکہ ملک جن حالات سے گزر رہا ہے ان میں قومی یکجہتی ہماری اولین ذمہ داری ہے۔

میری دعا ہے کانفرنس اپنے مقاصد کے حصول میں کامیاب ہو۔ آمین۔

(محمد نواز شریف)
وزیر اعظم پاکستان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اسلام آباد
۸ ؍ جولائی ۱۹۹۳ء

Mr. Justice
Mir Hazar Khan Khoso
Chief Justice

FEDERAL SHARIAT COURT
PAKISTAN

پیغام

یہ جان کر مجھے مسرت ہوئی کہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا اپنی مروجہ روایات کے مطابق امسال بھی
امام احمد رضا کانفرنس AWARI TOWERS کراچی میں منعقد کر رہا ہے وہ تمام اصحاب جو ادارہ
ہذا سے وابستہ ہیں ان کی یہ کاوش لائق تحسین ہے اور اس کے لیے میں ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔
اس کانفرنس میں جہاں صاحبانِ علم و بصیرت امام احمد رضا خان کے کمالاتِ علمیہ کی روشنی میں اپنے
خیالات کا اظہار کر رہے ہیں، میں بھی اس پیغام کے ذریعہ اس محفل میں شرکت کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔
امام موصوف کی تصانیف اس بات کی روشن دلیل ہیں کہ آپ نے ملتِ اسلامیہ کی اصلاح کے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت
نہیں کیا، موجودہ دور کے پیشِ نظر محققین اور علماء کے لیے مستحسن لائحہ عمل بھی یہی ہے کہ اعلیٰ حضرتؒ کی تصانیف کا
مطالعہ کریں تاکہ ان کے گرانقدر افکار و نظریات سے بطریق احسن استفادہ کیا جا سکے۔
آپ کی ہمہ گیر شخصیت، عظیم مصلح، مفسر، مترجم، فقیہہ اور منفرد شاعر کی حیثیت سے اعلیٰ مقام کی حامل ہے،
آپ نے مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کے لیے جن اقدار کے احیاء میں پیش رفت فرمائی ان کی بنیاد در اصل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کے احکامات ہیں جن کی روشنی میں امام موصوف نے صراطِ مستقیم پر گامزن ہونے کی ہدایت فرمائی۔
اس موقع پر جب کہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا خان حسب سابق یہ کانفرنس منعقد کر رہا ہے
میری دعائیں اور نیک تمنائیں ان کے ساتھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی علمی اور ادبی کاوش کو کامیابی سے ہمکنار فرمائے۔

(جسٹس میر ہزار خان کھوسو)
چیف جسٹس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Mr. Justice M. Mahboob Ahmad
CHIEF JUSTICE

تاریخ اسلام گواہ ہے۔ کہ ہر دور میں اللہ تعالیٰ نے ایسی شخصیات پیدا کیں۔ جنہوں نے اپنے علم و عمل سے رشد و ہدایت اور اصلاح و فلاح کے ایسے روشن مینار تعمیر کیئے۔ کہ صدیوں تک لوگ اُن سے رہنمائی لیتے رہے۔ سیاسی طور پر مسلمانوں کے غلبے کا دور ہو یا محکومی کا زمانہ، ہر حال میں اُن مردان کار نے دین کی ترویج و اشاعت کو اپنی زندگیوں کا اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا۔ اور لمحہ بھر کے لئے بھی اپنے فرض سے غافل نہ ہوئے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں اسلامی قانون کی تدوین و ترتیب اور تشریح و تفسیر میں تمام آئمہ فقہ نے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ مگر فقہ حنفی کو یہ امتیاز حاصل رہا۔ کہ کثرت سے لوگوں نے اس سے استفادہ کیا۔ اور اسلامی حکومتیں بھی اس سے رہنمائی حاصل کرتی رہیں۔ ۱۴ ویں صدی ہجری میں برصغیر پاک و ہند میں امام احمد رضا کی صورت میں ایسی شخصیت نے جنم لیا۔ جسے بجا طور پر اپنے عہد میں فقہ حنفی کا بڑا شارح اور مؤید کہا جا سکتا ہے۔ ان کے تبحر علمی اور استعداد تحقیق کے کمال کو حکیم الامت علامہ اقبال نے بھی خراج تحسین پیش کیا۔ امام احمد رضا نے جہاں فقہ اسلامی کی خدمت کے ذریعے مسلمانوں کے دینی شعور کو پختہ کیا۔ وہاں اُن کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے۔ کہ انہوں نے اپنی تحریروں سے مسلمانانِ ہند کے سینوں میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی تڑپ پیدا کی۔ جو ملت کے تشخص کے تحفظ میں کام آئی۔

حکیم محمد سعید
HAKIM MOHAMMED SAID
HAMDARD FOUNDATION PAKISTAN
NAZIMABAD, KARACHI-74600
(PAKISTAN)

Karachi Clinic 215908, Office 616001-5, Residence 410612
Telex 24529 HAMD PK Fax 611755
Lahore Clinic 53819
Rawalpindi Clinic 564338, Residence 581250
Peshawar Clinic 74186, Residence 42703
Hyderabad Clinic 618666

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حوالہ نمبر : ذ / ت / ۹۳ /
کراچی : ۱۷ — ذوالحجہ ۱۴۱۳ ہجری
۹ — جون — ۱۹۹۳ شمسی

محترم جناب قادری صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ تعالیٰ و برکاتہ

جینیاتی سائنس (جینٹیک سائنس) آج نہایت اہمیت کی حامل ہے ۔ ایٹم کے بعد یہ ایک اور ایٹم ہے ۔اس سے زراعت کے میدان میں انقلابات برپا کر کے انسان کے لیے سامان صحت کیا جا سکتا ہے اور ہیرو شیما ناگاساکی کا تخریب کار انسان خود انسان کا حلیہ بگاڑ سکتا ہے ۔ جسم گھوڑے اور سر انسان کا کبھی ایک روایتی کہانی ہوتی تھی مگر اب جینٹیک سائنس اس کو حقیقت کا روپ دے سکتی ہے ۔ پناہ بخدا سائنس کی یہ ترقی نہ جانے کیا گل کھلانے والی ہے ۔

یہ جملے ارتجالاً قلم سے اس لیے نکلے کہ حضرت محترم امام احمد رضا خان الافغانی الہندی کے ان مسودات کی زیارت کا مجھے موقع ملا ہے کہ جو سائنس سے متعلق ہیں اور ہنوز زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوئے ہیں ۔ان کی ایک ہزار کتابوں پر غور کرتا ہوں اور موضوعات کے تنوع پر فکر کرتا ہوں تو ذہن میں یہی آتا ہے کہ یہ لازماً ایک جینیاتی ساعت خوش کا مظہر ہے کہ ایک جینئس انسان عالم ظہور میں آیا جس نے ماحول اور معاشرے میں انقلاب برپا کیا ۔

قابل داد ہیں وہ حضرات گرامی اور سزاوار تشکر ہیں وہ شخصیات کہ جو اپنے ہیرو (جینیسوں) کا احترام کرتی ہیں اور ان کے علم و حکمت کو رہنما بنانے کے لیے سعی و جہد کرتی ہیں ۔

آپ کا مخلص
(حکیم محمد سعید)

بگرامی خدمت جناب محترم مولانا وجاہت رسول قادری صاحب
ادارۂ تحقیق امام احمد رضا
۲۵ — دوسری منزل ، جاپان مینشن (ریگل)
صدر ۔ پوسٹ بکس نمبر ۴۸۹
کراچی ۷۴۴۰۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ڈاکٹر مفتی سید شجاعت علی قادری
ممبر اسلامی نظریاتی کونسل
پاکستان

فون نمبر
گھر ۴۶۳۲۳۱
۴۶۶۵۸۵
دفتر ۶۷۴۵۰۸

از کراچی
۲-۱۱-۹۲

عزیز القدر سید محمد طاہر مظہری مجددی
ناظم ادارہ تحقیقات امام احمد رضا
اسلام آباد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مزاج گرامی! جناب کا دعوت نامہ ملا، رضا کانفرنس میں شخصی طور پر شرکت سے معذور سمجھیں۔ بیرونی دورہ اور دارالعلوم نعیمیہ میں درس حدیث کے سلسلہ میں کافی خلل آیا ہے، تاہم امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت و محبت کے باعث یہ چند سطور پیش خدمت ہیں، اگر اس موقع پر کچھ تحریری مواد شائع ہو اور یہ بھی اس لائق ہوں تو شریک اشاعت فرمائیں:

"حضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی نیا دین یا نیا مسلک پیش نہیں فرمایا۔ وہ اسی مسلک کے مبلغ تھے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، اہل بیت، صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم اور اولیائے کرام رحمہم اللہ اجمعین سے منقول و ماثور چلا آرہا ہے۔ یہی وہ مسلک ہے جو جنید بغدادی، بایزید بسطامی، معروف کرخی، شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ معین الدین چشتی، داتا گنج بخش ہجویری، رومی و جامی جیسے صلحائے امت کا مسلک رہا ہے۔ یہی وہ مسلک ہے جس کی حفاظت اپنے اپنے ادوار میں رازی و غزالی، ولی اللہ، عبدالحق محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، مجدد الف ثانی سرہندی وغیرہم نے کی اور تیرہویں، چودہویں صدی ہجری میں اس مسلک کی پاسبانی مولانا احمد رضا خاں اور نعیم الدین مرادآبادی جیسی عظیم المرتبت شخصیتوں نے کی۔ جب میں مولانا احمد رضا صاحب اور ان کی تصنیفات کا مطالعہ کرتا ہوں تو انکو اسلاف کے مسلک و مذہب سے منحرف نہیں پاتا ہوں بلکہ منحرفین کے تعاقب میں لگا پاتا ہوں۔ جہاں تک مذہب (فقہ) کا تعلق ہے تو ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ چودہویں صدی میں مولانا احمد رضا خاں سے بڑھ کر مذہب ابی حنیفہ کا کوئی محقق اور موید پیدا نہیں ہوا۔ مجھے یوں لگتا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں کے مخالفین میں اکثر بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو ان کے بارے میں مسلک کے محض علمی رقابت کا شکار ہو گئی تھی۔ اسکی دلیل انکی بیشتر تصانیف ہیں جو رازی و غزالی کی تصنیفات کی ہمپلہ ہیں، جبکہ آپ کے ہمعصروں کے یہاں یہ گہرائی اور گیرائی مفقود ہے۔

آخر میں مجھے یہ کہنا ہے کہ ہم مولانا احمد رضا خاں کے مقلد نہیں ہیں، ہم آپ کے احترامات کا لحاظ کرتے ہیں، بلا صرف اگر انکی ذاتی تحقیق سے اختلاف کریں تو یہ ایسا ہی ہوگا جیسا کہ خود انہوں نے اپنی تالیفات میں علمائے امت سے روا رکھا ہے۔ مولانا خود وسیع النظر تھے اور علمائے امت سے اسی وسعت نظر کی امید رکھتے تھے۔ فرحمہ اللہ وغفر لہ وادخلہ فی جنانہ بجاہ حبیبہ النبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

شجاعت علی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شیخ الجامعہ

کراچی یونیورسٹی، کراچی

۱۸/جولائی ۱۹۹۳ء

برعظیم جنوبی ایشیا کے مسلمانون کی اجتماعی زندگی مین دین کو مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔ اسی وجہ سے کسی بھی دور کا مطالعہ دینی شخصیات اور تحریکات کے بغیر نہین کیا جاسکتا۔

انیسوین صدی عیسوی برعظیم کے مسلمانون کے لئے ایک نازک زمانہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ مسلمان اپنی حکومت اور آزادی کھو چکے تھے۔ غیر ملکی حکمران، مسلمانون کے مخالف تھے کیونکہ انھون نے ملک مسلمانون سے چھینا تھا۔ انیسوین صدی کی بیشتر مسلم تحریکین ، قومی اور ملی بازیافت کی تحریکین ہین۔ علی گڑھ، دیوبند اور بریلی تحریکات کے درمیان تمام اختلافات کے باوجود یہ نکتہ مشترک ہے۔

مولانا احمد رضا خان کی عظیم اور کثیر الجہات شخصیات کو اس پس منظر کے بغیر نہین سمجھا جاسکتا۔ ایک طرف تو انھون نے فقہ، مسلمانون کی دینی تعلیم اور قرآن و حدیث کے علوم کو بدلے ہوئے حالات مین مسلمانون کے سامنے یون پیش کیا کہ وہ اسلامی خطوط پر اپنی زندگی کی تعمیر کرسکین اور دوسری طرف انھون نے مسلمانون کے جداگانہ تشخص کو ابھارا اور اجالا ۔ ان کی تمنا تھی کہ مسلمان اپنی قومیت اور امتیازی خصائص سے محروم نہ ہون اور انھون نے اپنی تمنا کو اپنی زندگی کا مشن بنالیا۔

وہ اپنے مقصد مین پوری طرح کامیاب ہوئے۔ انھین ہم سے رخصت ہوئے کم و بیش ستر سال ہوچکے ہین اور آج ان کی زندگی اور کارنامون کا تجزیہ اور تذکرہ مختلف پہلوؤن سے کیا جارہا ہے۔ ان کی کامیابی کا سب سے بڑا ثبوت اور کیا ہوگا ۔

مین آپ صاحبان کی خدمت مین مبارک باد پیش کرتا ہون کہ آپ مثالی یکسوئی کے ساتھ امام احمد رضا خان رح اور ان کی تحریک کا مطالعہ کررہے ہین۔ یہی نہین بلکہ آپ نے اس مطالعہ کے لئے فضا ہموار کی اور ہمین اپنی کوششون مین شریک کرلیا ۔ امام احمد رضا خان رح کی حیات اور تحریک کا مطالعہ دوسرے لفظون مین انیسوین صدی کے "اسلامی ہند" اور اسکے مسائل کا مطالعہ ہے، اور اسی کے ساتھ ساتھ مستقبل کی ملی شیرازہ بندی کا حصہ ہے ۔

اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو مزید کامرانیان عطا کرے ۔

سید ارتقاق علی
(سید ارتقاق علی)

DEPARTMENT OF MASS COMMUNICATION

Phone: 479001-7/2278
479011-17/2278

UNIVERSITY OF KARACHI
KARACHI-75270

Chairman

عالم اسلام مین امام احمد رضا خان کی ہمہ جہت شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہین۔ مفسر قرآن ، عاشق رسول ؐ ، نعت گو اور اسلامی و جدید علوم کا حسین امتزاج ان کی شخصیت مین مجتمع ہے۔ آپ نے اسلامی معاشرے کی برائیون اور غیر اسلامی رسم و رواج سے پاک کرنے کی جو سعی پیہم کی اور اپنی تحریرون کو دو قومی نظریہ اور مسلم نشاۃ ثانیہ کے لئے استعمال کیا آپ کو بجا طور پر اس صدی کا سب سے بڑا سماج سدھارک اور مجتہد قرار دیا جاسکتاہے۔ ہر دور مین معاشرہ مین کچھ غلط رسوم رواج پاجاتی ہین ان کے خلاف آواز بلند کرنا اور ان کے خاتمہ کے لئے جد و جہد کرنا ایک مومن عالم کی اولین ذمہ داری ہے۔ امام احمد رضا خان کی تحریرون سے معاشرے کی برائیان ختم ہونے مین مدد ملی اور بھائی چارگی اور باہمی الفت و محبت کو فروغ حاصل ہوا۔ امام احمد رضا خان جب علمی و فقہی مسائل کی تشریح و توضیح مین مصروف تھے اس وقت آزادی ہند کے متوالے شمع حریت پر پروانہ وار نثار ہونے کے لئے میدان عمل مین آگے بڑھتے رہے تھے۔ ایسے تاریخ ساز لمحات/مین بعض حضرات گاندھی جی کو ولی ثابت کرنے مین مصروف تھے اس دوران تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات کا شہرہ ہوا۔ اگرچہ ان تحریکات نے مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت، مولانا عبدالباری فرنگی جیسے مسلم رہنما پیش پیش تھے۔ مگر ان تحریکات کو گاندھی جی اور موتی لال نہرو جیسے ہندو لیڈرون کو آشیر واد بھی حاصل تھی ۔ بھلا ان کو خلافت اسلامیہ کے قیام سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی؟ امام احمد رضا خان کا مؤقف یہ تھا کہ کافرون اور مشرکون سے ایسا اشتراک عمل نہین ہو سکتا جس مین مسلمانون کی حیثیت ثانوی ہو۔ انھون نے گاندھی جی اور دوسرے ہندو لیڈرون کو مسجد مین لے جانے کی مخالفت کی وہ قائداعظم محمد علی جناح کی طرح تحریک عدم تعاون اور تحریک ہجرت دونون کے مخالف تھے۔ کیونکہ ان دونون تحریکون کو مسلمانون کے مفادات کے منافی سمجھتے تھے۔ امام احمد رضا خان انگریز دشمنی کے ساتھ ہندو دشمنی کے بھی قائل تھے۔ سیاسی نظریہ کے اعتبار سے وہ بلا شبہ حریت پسند تھے اور دو قومی نظریہ کے پر جوش حامی تھے۔ جسکے نتیجہ مین بالآخر برصغیر کے مسلمان ایک علیحدہ وطن حاصل کرنے کی جدو جہد مین کامیاب ہوئے۔

(ڈاکٹر محمد شمس الدین)
۱۹/جولائی ۱۹۹۳ء

Chairman

Ph: 479001/2283
Department of Psychology
University of Karachi
University Road
Karachi-75270

محترم پروفیسر مجید اللہ قادری صاحب
السلام علیکم

اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان صاحب کے افکار و تعلیمات کی ترویج و اشاعت کے لئے سالانہ کانفرنس کے انعقاد اور اشاعتی پروگرام کے ضمن میں آپ عرصہ دراز سے جو کاوشیں کررہے ہیں اس پر میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ آپ کی مساعی کو قبول فرمائے اور جزائے خیر دے۔

اعلیٰحضرت کی شخصیت اور علمی کارناموں پر تبصرہ کرنا تو میرا منصب نہیں لیکن میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس دور پرفتن میں اعلیٰحضرت کی تعلیمات پر عمل کرکے مسلمانان عالم دنیا میں اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرکے خلیفۃ اللہ فی الارض کی عملی تفسیر بن سکتے ہیں۔

میری دعا ہے کہ آپ اور آپ کے رفقاء کار جس مشن کو لے کر چلے ہیں وہ بارگاہ ربانی میں کامیابی سے ہمکنار ہواور آپ اور آپ کے ساتھیوں کا شمار ان ہستیوں میں ہو جو تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔

والسلام
شمیم
یکم اگست 1993

CHAIRMAN

DEPARTMENT OF URDU
UNIVERSITY OF KARACHI

Ref. No.

Date ۱۳ جنوری ۹۳

جناب محترم - سلام مسنون

امید کہ آپ بعافیت ہوں گے۔
آپ کے مراسلے سے مجھے علم ہوا کہ گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی
آپ "امام احمد رضا خاں کانفرنس" منعقد کر رہے ہیں۔
ایسی کانفرنسوں کی افادیت اسی وقت ثابت ہوتی
ہے جب متعلقہ موضوع پر معروضی اور خالص محققانہ مقالات
پیش کئے جائیں۔
حضرت احمد رضا خاں صاحب کے افکار اور ان کی
تصانیف کے متعدد گوشے اہل نظر کو دعوت تحقیق دے رہے
ہیں۔ مجھے توقع ہے کہ آپ کی مساعی ان گوشوں کو
منور کرنے کا سبب بنیں گی۔
گزشتہ کانفرنس کے بعد آپ نے جو مجلہ شائع کیا وہ
بھی میری نظر سے گزرا۔ اچھا ہو کہ اس مجلہ میں آپ کانفرنس
کے مقالات کا انتخاب شامل کر لیا کریں۔ اس طرح مجلہ
حوالے کی چیز بن جائے گا۔ والسلام

نیازمند

پروفیسر مجید اللہ قادری
شعبہ ارضیات
جامعہ کراچی

پیغام برائے امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۴ء

عہد سرسید اردو نثر کی تاریخ میں بڑی اہمیت رکھتا ہے' اس لئے کہ اسی عہد اردو نثر کو داستانوں کی رومان انگیز فضاؤں سے نکال کر زمینی مسائل سے جوڑا گیا۔ خاص طور اردو نثر کو عقلیت کا آئینہ دار بنانے کی کوشش رہی۔

سرسید کا تہذیب الاخلاق خود اس مشن کا بڑا محرک تھا۔ مگر حیرت کا مقام یہ ہے کہ جس عہد میں سرسید' حالی' شبلی' محمد حسین آزاد اور نذیر احمد اپنی عہد آفریں کوششوں سے اردو نثر کو انگریزی ادب کے اثرات کے تحت زیادہ سے زیادہ مطابق دستور زمانہ بنانے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے اسی عہد میں حضرت امام احمد رضا خان صاحب دینی و روحانی فیوض و برکات کی خوشبو پھیلانے کے ساتھ ساتھ اردو نثر کو عہد قدیم کے معتبر علوم کی طرح علوم جدیدہ سے بھی جوڑ رہے تھے' اور علم ریاضی سے لے کر علم مابعدالطبیعات' اجرام فلکی' نجوم اور سائنس کے انمول انکشافات کا ترجمان بنا رہے تھے اس پر کسی کی نظر کیوں نہ گئی اور اردو نثر کی تاریخ ان کے نام پر اتنی خاموش کیوں نظر آتی ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ نظریاتی طور پر ان سے اختلاف رکھنے والوں نے ان کی ادبی و لسانی کوششوں کو محض اس لئے فراموش کیا کہ ان کی عبقری شخصیت سے خائف ہوں؟

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی اور اس کے اراکین و سرپرست گان قابل مبارکباد ہیں کہ اس نے گذشتہ ۱۳ سالوں میں امام احمد رضا محدث بریلوی کے علمی و ادبی خزانوں سے گہہائے گرانمایہ قلم و قرطاس کی حفاظت میں دے کر علم و ادب کے جوہریوں کے لئے کام آسان کردیا ہے امید ہے کہ آج کے دور کے اردو ادب و لسانیات کے محققین اس سے استفادہ کرتے ہوئے ماضی کی فروگذاشت کا نہ صرف کفارہ ادا کرسکیں گے بلکہ اردو شعر و ادب کے عظیم محسن حضرت امام احمد رضا بریلوی کو ان کا صحیح مقام بھی دیں گے۔

والسلام

(ڈاکٹر وسیم بریلوی)
سربراہ شعبہ اردو'
بریلی گورنمنٹ کالج
بریلی' ہندوستان
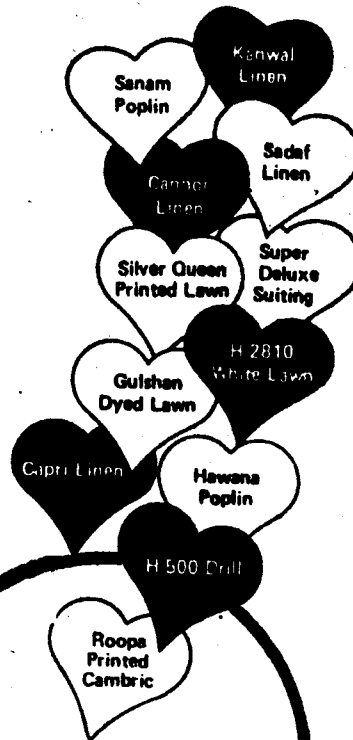
بحضور
خراجِ عقیدت مجدّدِ ملت

از مولانا امام الدین کوٹلوی

امام احمد رضا خان محدث بریلوی قدس سرہ العزیز کا وصال ۲۵؍ صفر المظفر ۱۳۴۰ھجری بمطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء میں بریلی شریف میں ہوا۔ آپ کے وصال کے موقعے پر اکثر علماء نے اپنی عقیدت کا اظہار فرمایا۔ یہاں ہم امام احمد رضا کے ایک مرید باصفا و خلیفہ مجاز 'فقیہ اعظم' مناظر اسلام' 'ناصر سنت' ماحی بدعت علامہ ابوالیاس محمد امام الدین قادری کوٹلوی ابن مولانا عبد الرحمن کوٹلی لوہاراں (المتوفی ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ) بمطابق ۲ اگست ۱۹۶۱ء کا خراج عقیدت پیش کررہے ہیں۔ آپ نے اپنے پیرو مرشد کے وصال باکمال کے موقعہ پر کئی تاریخی مادے' مصرعہ جات اور منقبت کہی تھیں جو اس زمانے کے مشہور اخبار دبدبہ سکندری کے جنوری ۱۹۲۲ء کے شمارے میں شائع بھی ہوئے تھے یہاں ان میں سے چند ہدیہ ناظرین ہیں۔ اس سلسلے میں ہم مولانا عبد النعیم عزیزی بریلوی صاحب کے مشکور ہیں جنہوں نے دبدبہ سکندری کی فوٹو کاپی ادارہ کو عطا کی۔

(ادارہ)

تاریخی مادے

فخر موجودات ۱۳۴۰ھ	خلیق نیک ذات ۱۹۲۱ء
افانیت پناہ ۱۳۴۰ھ	شیخ عظمیٰ ۱۹۲۱ء
باب عطا احمد رضا ۱۳۴۰ھ	مخدوم صافی ضمیر ۱۹۲۱ء
از چشم ما ابدا" مستور کرد ۱۳۴۰ھ	حضرت شاہ اہل صفا ۱۹۲۱ء

مصرعہ جات

در سن یک ہزار و سہ صد و چہل ھجوی بحر علوم	۱۳۴۰ھ
جامع کمالات زیر زمین نہان شد	۱۳۴۰ھ
زبدہ واصلین بجنت رفت	۱۳۴۰ھ

منقبت

میرے قبلہ حضرت احمد رضا — وہ وحید الدہر یکتا زماں
ناصر ملت امام اہل دین — وہ مجدد پیشوائے عارفاں
ہائے دنیا سے وہ رحلت کر گئے — ناگہاں وہ ہوگئے ہم سے نہاں
اہل سنت پر بڑا صدمہ ہوا — ان کی فرقت میں ہیں سب نالہ کناں
بدل ان کا کوئی اب ملتا نہیں — ہائے پھر نعم البدل ہوگا کہاں
ان کا مرنا ثلمتہ فی الدین ہے — یہ کمی سب اہل دین پر ہے عیاں

مصرع تاریخ ہاتف نے کہا
داخل جنت ہوا قطب الزماں

۱۳۴۰ھ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُتَوَحِّدِ بِجَلَالِهِ الْمُتَفَرِّدِ

وَصَلَاتُهُ دَوَامًا عَلٰى خَيْرِ الْاَنَامِ مُحَمَّدٍ ﷺ

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے زیر اہتمام منعقدہ تیرھویں
امام احمد رضا کانفرنس
۱۹۹۳ء کے پُر مسرّت موقع پر اہم اعلان
خلیفۂ اعلیٰ حضرت قطب مدینہ حضرت
مولانا شیخ ضیاء الدّین مدنی رحمتہ اللہ علیہ
کی حیات و افکار پر بزمِ تقدس کراچی کے زیر اہتمام ایک کتاب بعنوان
ضیاءِ مدینہ ترتیب دی جا رہی ہے۔
علماء، فضلاء واہلِ قلم حضرات اس سلسلہ میں اپنی نگارشات کے لیے درج ذیل پتے پر رجوع فرمائیں۔
بزمِ تقدّس
پوسٹ بکس نمبر:- ۱۳۲۲۵
کراچی:- ۷۴۰۰۰
فون:- ۲۴۳۰۱۴۸ - ۲۴۲۰۱۶۹

(چیئرمین سینیٹ آف پاکستان، وسیم سجاد)

"چودھویں صدی کے اوائل میں برصغیر کے سیاسی افق پر اگر صبح امید کی کرنیں پھوٹتی نظر آتی ہیں تو اسلام دشمنی اور الحاد کے طوفان میں مذہبی اور روحانی انوار کے ساتھ اعلیٰ حضرت کی عظیم ذات روشنی کے ایک مینار کی صورت میں سامنے آتی ہے۔"

اردو صحافت

اور

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی

علامہ ظہیر الدین قادری (بھارت)

صدر عالی وقار علمائے ذوی الاحترام مشائخین ملت حاضرین بزم دنیائے اسلام کی یگانہ روزگار عبقری شخصیت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ والرضوان کے یوم ولادت پر علم وادب کی سرزمین لکھنؤ میں سیمینار اور کانفرنس کا انعقاد یقیناً وقت کی سب سے اہم ضرورت اور موجودہ نسل پر عظیم احسان سے کم نہیں۔ اس کے لئے سیمینار وکانفرنس کے داعیان قابل صدر مبارکباد ہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو اس دور کا غزالی و رازی اور شعروادب کا عرفی ونظیری کہا جائے تو بھی حق ادا نہیں ہوگا۔ یہ تحقیق تو بہت پہلے صاحبان علم ودانش کی تھی کہ اعلیٰ حضرت کو ساٹھ علوم وفنون پر مہارت کاملہ تھی۔ جدید ماہرین علم وفن کی تحقیق یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کو ایک سو سے زائد علوم وفنون پر کامل دسترس حاصل تھی۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ آپ کی ایک ہزار سے کہیں زیادہ مختلف فنون پر مبسوط تصانیف نہ صرف موجود ہیں بلکہ علوم ومعارف کا گنجینہ ہیں۔

مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں ہے کہ اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت ان چند باکمال شخصیتوں میں ہیں جو صدیوں میں ستارہ نوری کی طرح طلوع ہوتے ہیں اور اپنی منفرد چمک دمک سے عالم کو روشن وتابناک بنادیا کرتے ہیں اور ہر دور میں نسلیں اس روشنی سے فیضیاب ہوا کرتی ہیں۔

اعلیٰ حضرت پوری زندگی لکھتے رہے۔ سب ایک ہاتھ سے لکھتے ہیں۔ آپ دونوں ہاتھوں سے علم وعرفان وآگہی کے دریا بہاتے رہے۔ چونکہ آپ اپنے وقت کے ایک تبحر، عالم، حق گو، عارف باللہ اور حق نگر تھے۔ اس لئے زبان وقلم سے حق واضح اور آشکارا فرماتے رہے۔ عربی، فارسی، اردو و دیگر زبانوں پر آپ کو قدرت حاصل تھی۔ الفاظ آپ کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے اور جملے مودّب رہا کرتے تھے۔ قرآن وحدیث اور ان کے نکات اور پھر ان میں اسرار ورموز آپ کو تلاش کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ یہ نعمت خاصہ آپ کو قدرتی طور پر جذبہ عشق مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں ملی تھی۔ اس لئے آپ

کے قلم سے نکلا ہوا ہر جملہ اور زبان سے ادا کئے ہوئے ہر لفظ کا مذہبی ہوجانا عطیہ الٰہی اور عطائے بارگاہ مصطفوی تھا۔ ایک عالم جلیل ہونے کی حیثیت سے آپ کی اکثر تصانیف عربی وفارسی ادب کی شاہکار ہیں۔ مگر اردو میں جو حاشیے یا تراجم میں اردو نثر یا اپنے دور کے معاصر علماء ومتوسلین سے خط وکتابت میں منفرد زبان اردو کا انداز ملتا ہے۔ وہ انتہائی سلیس وشستہ بلکہ اس میں داغ اسکول کی بھرپور نمائندگی نظر آتی ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے کسی رسالے یا ادبی پرچے کا اجراء نہیں کیا جس کے وہ خود مدیر ہوں۔ مگر اعلیٰ حضرت کے ہم عصروہ علماء جو اپنے وقت کے صاحب طرز ادیب، انشاء پرداز شاعر وادیب تھے اور صحافت کی دنیا میں ممتاز حیثیت کے حامل تھے۔ انہوں نے اعلیٰ حضرت کے علمی تبحر زبان وبیان کے نقائص سے پاک تحریروں کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے۔

سید سلیمان ندوی، شبلی نعمانی، معین الدین ندوی، شبیر احمد عثمانی، ڈاکٹر سر محمد اقبال جیسی عظیم ادبی شخصیات جو علمی وادبی حیثیت سے مستند افراد تھے اور یہ سارے کے سارے دنیائے صحافت کے نمائندہ افراد بھی تھے۔ انہوں نے اعلیٰ حضرت کے علم نثر نگاری، انشاء پردازی، نکتہ آفرینی، تنقید وتحقیق، زبان وبیان کی لطافت کا اعتراف کرکے اعلیٰ حضرت کی اس عظمت کو بھی محسوس کیا ہے۔ ورنہ یہ وہ لوگ ہیں جن کی مذہبی، نثری وشعری وادبی تحریروں پر اعلیٰ حضرت نے بڑی دلیری اور جواں مردی کے ساتھ اعتراض کیا اور حق واضح فرمایا اور شدت کے ساتھ کفروارتداد کی نشاندہی فرماکر حکم شرعی لگایا۔

آئین جواں مرداں حق گوئی وبیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

ایسی پوزیشن میں کیا توقع کی جاسکتی تھی مگر یہ اعلیٰ حضرت کے عشق کا کمال اور ان کے علم وفضل کی ہیبت وجلال تھا کہ مذکورہ فاضلان وقت جو شاعر بھی تھے اور اردو کے نامور صحافی بھی اور عالم وقت بھی، اعلیٰ حضرت کی گوناگوں صفات کے ساتھ ساتھ ان کی صحافیانہ عظمتوں کے بھی قائل ہوئے اور کسی تحریر میں انگلی نہ رکھ سکے۔

ہاں یہ اعتراف کرلینا کوئی جرم نہ ہوگا کہ اعلیٰ حضرت کی شخصیت اس دور میں بھی حاسدوں کے حسد اور دشمنان دین کے طعن سے نہ اس وقت محفوظ تھی نہ آج محفوظ ہے۔ مگر ہمارا ایمان یہ ہے کہ محافظ حقیقی پروردگار عالم ہے، اور وہ حفاظت فرمارہا ہے اور وہی حفاظت فرمائے گا اور اسی نے حفاظت کی ہے جو آج عرب وعجم میں اعلیٰ حضرت کی علمی بصیرت کا ڈنکا بج رہا ہے اور قیامت تک فیضان اعلیٰ حضرت جاری رہے گا۔ اردو صحافت میں بھی اعلیٰ حضرت کا مقام انتہائی بلند وبالا ہے مگر یہ حقیقت ہے کہ موجودہ دور کے صحافی ادیب وشاعر زیادہ تر مذہبیات سے دور ہیں، اسی لئے وہ اعلیٰ حضرت سے بھی دور ہیں۔ ان کو اعلیٰ حضرت کی نثر نگاری، ان کی ادبی زندگی، انشاء پردازی نیز صحافیانہ اوصاف کا علم ہی نہیں۔ وہ اور ان کی معلومات ومطالعہ کا دائرہ غالب سے تاباں اور کیفی، اعظمی یا خواجہ احمد عباس سے قرۃ العین حیدر اور رام لعل تک ہے اور آگے قومی آواز، نیا دور یا شب خون اور ان کی قدیم وجدید معانی ومطالب سے آراستہ یا بے مطلب ومفہوم کی تحریروں تک ہے۔ کاش کہ ہمارے ادبا اور صحافی اعلیٰ حضرت کے علمی جواہرپاروں سے آشنا ہوتے اور جو تھوڑے بہت آشنا ہیں، انہوں نے قصداً اپنی بے دینی کی بنیاد پر اعلیٰ حضرت کو فراموش کررکھا ہے۔ مگر تا بکے اب جو ادیب، دانشور اور تحقیقات کی جستجو میں مگن طالب علم میدان عمل میں آرہے ہیں وہ یقیناً اعلیٰ حضرت کے ہر علمی نقش کو اجاگر کرکے نہ صرف خود مستفیض ہوں گے بلکہ متعصب اور تنگ نظر اور حاسد اذہان کو بھی متاثر کریں گے۔

(سابق چیف جسٹس، سندھ ہائیکورٹ، جسٹس سجاد علی شاہ)

"امام احمد رضا کی قد آور شخصیت نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیائے اسلام میں جانی پہچانی ہے، آپ کی زندگی علمی اور ادبی کارناموں کے ساتھ ساتھ عشق رسول سے سرشار ہے۔"

from

BIA FASHIONS (PVT) LTD.

Mail Address:- D - 41 - S.I.T.E. Karachi-16

Factory Address: 606 - P.I.B. Colony Karachi-Pakistan.

(سابق چیف جسٹس، وفاقی شرعی عدالت، جسٹس گل محمد خان)

"اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو اللہ تعالیٰ نے متنوع کمالات اور صفات سے نوازا تھا، علوم جدیدہ اور قدیمہ پر ان کو حیرت انگیز دسترس حاصل تھی، ان کی اب تک کی شائع شدہ تصانیف نے علمی دنیا میں مشعل راہ کا درجہ حاصل کیا ہے۔"

امام احمد رضا کانفرنس
مبارک ہو
منجانب
کوثر دوپٹہ اسٹور
ہمارے یہاں ہر قسم کی پاکستانی، انڈین، برما، اور جاپان کی لیڈیز چادریں اور دوپٹہ وغیرہ
باآسانی دستیاب ہیں
رابطہ
محمد سکندر محمد اسمٰعیل قادری دوپٹہ والا
عبدالروف محمد اسمٰعیل قادری دوپٹہ والا
پتہ
شاہ عبدالعلیم صدیقی روڈ نزد نور مسجد کاغذی بازار کراچی

محمد افضل شاہد (واہ کینٹ)

"مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" ------ یہ صدائے دل نواز برصغیر پاک و ہند کے مردم خیز خطہ بریلی سے بلند ہوئی اور پھر وہاں سے چار دانگ عالم میں پھیلتی چلی گئی' اور آج ہر سو یہ صدائے دل نواز سنائی دے رہی ہے یہ پیاری آواز اس وقت بلند ہوئی تھی جب مسلمانانِ ہند ایک طرف تو سیاسی اقتدار کھو چکے تھے اور دوسری طرف مذہبی' اخلاقی' روحانی اور علمی پستی میں پہنچ چکے تھے' ان کے قول و عمل میں تضاد تھا' بدعقیدگی کی گھٹن فضا طاری تھی' ان کی قوت احساس دم توڑ رہی تھی' مذہبی فریفتگی میں سکتہ کا عالم تھا' ایسے ماحول میں اس صدائے دل نواز "مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" نے رہروانِ شوق کے لئے نشانِ منزل ہی نہیں دکھایا بلکہ منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے زادِ راہ بھی فراہم کیا۔ اس آواز میں ایسی شگفتگی اور عشق و محبت ہے کہ جو بھی اس کو سن لیتا اس کا سوتا ضمیر بیدار ہو جاتا' یہ ترانہ عشق و محبت برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کے لئے کیف و مستی' سرشاری و سپردگی اور الفت و عقیدت کا ایک راہنما ثابت ہوا۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بارگاہ میں بے شمار شعراء کرام نے اپنی اپنی حسن نیت اور توفیق الٰہی کے باعث "سلام" کا ہدیہ عقیدت پیش کیا مگر حضرت امام احمد رضا کے مخصوص سلام کو ایسا قبول عام نصیب ہوا کہ ایک صدی گزر جانے کے باوجود آج بھی نہ صرف برصغیر پاک و ہند بلکہ بلاد اسلام کی فضائیں اس کی والہانہ آواز سے گونج رہی ہیں۔ ایک ایک شعر جذب و کیف اور عشق و مستی کا مرقع ہے۔

"سلام رضا" صرف شہروں اور قصبوں ہی میں نہیں بلکہ دور دراز کے دیہات میں بھی پڑھا جاتا ہے۔ نہ صرف وہ لوگ جو اعلیٰ حضرت کو ایک عظیم عالم دین اور عالی مرتبت فقیہ کی حیثیت سے جانتے ہیں بلکہ دیہات کے وہ لوگ جو اعلیٰ حضرت کے نام سے بھی واقف نہیں وہ بھی جھوم جھوم کر کیف و مستی کی حالت میں دست بدستہ کھڑے ہو کر پرنم آنکھوں کے ساتھ یہ سلام پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ بوڑھے جوان اور بچے سبھی اس سعادت میں شریک ہوتے ہیں۔ علماء و مشائخ اور صوفیاء بھی اس سلام سے لطف و سرور حاصل کرتے ہیں۔ بڑے بڑے افسران' وزراء اور مشیران حکومت کو بھی اس سلام سے محظوظ ہوتے دیکھا گیا۔ جنرل ضیاء الحق (مرحوم) کو کئی حضرات نے کھڑے ہو کر دست بدستہ عجز و انکساری سے یہ سلام پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ غرضیکہ زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے اس سلام کو پڑھ کر قلبی سکون حاصل کرتے ہیں۔ بقول کسی شاعر کے

ڈال دی قلب میں عظمت مصطفیٰ
حکمت اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام

اس سلام پر کئی شعراء کرام نے تضمینیں لکھی ہیں ان میں بہار عقیدت از سید محمد مرغوب اختر الحامدی مطبوعہ گوجرانوالہ' نگار عقیدت از حافظ عبدالغفار حافظ مطبوعہ کراچی' تضمین مبین از عزیز حاصل پوری مطبوعہ ملتان' تضمین از رفیق احمد کلام رضوی مطبوعہ لاہور اور ارمغان الحق از سید محفوظ الحق مطبوعہ واہ کینٹ قابل ذکر ہیں۔ کئی حضرات نے اس سلام کی تشریحات قلم بند کی ہیں حال ہی مفتی محمد خان صاحب نے اس کی ایک مفصل شرح لکھی ہے جو کہ تقریباً پانچ سو صفحات پر مشتمل ہے' مولانا محمد رضوی صاحب اور جناب بشیر حسین ناظم بھی اس کی شرح کا ارادہ رکھتے ہیں۔ بشیر حسین ناظم نے اس سلام کا پنجابی میں منظوم ترجمہ کیا ہے۔ انگلش میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے اور بعض حضرات عربی میں ترجمہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

کتنی ہی کتابیں اور پمفلٹ شائع ہو چکے ہیں کہ جن کے مصنفین اور مؤلفین نے ان میں سلام رضا کے بعض اشعار کو بڑی خوبصورتی سے استعمال کیا ہے اور ان اشعار سے اپنی تحریروں کو تقویت دی ہے۔ علامہ قاضی غلام محمد ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ نے تو اپنے ایک مقالے کا عنوان ہی "مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام" رکھا ہے۔

مختلف مواقع پر منعقد ہونے والے مذہبی جلسوں کے اشتہارات کی زینت سلام رضا کے شعر نظر آتے ہیں۔ خصوصاً عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر چھپنے والے اکثر اشتہاروں پر سلام رضا کا مطلع نظر آتا ہے۔ کئی تنظیموں اور کئی حضرات نے اپنے لیٹر پیڈوں پر سلام رضا کا مطلع رقم کرایا ہے۔ بعض نے اس کو خوبصورت اشتہار کی شکل میں شائع کرکے جگہ جگہ چسپاں کیا ہے "مرکزی مجلس امام اعظم" لاہور سے تو اس سلام کو ٹین کے پلیٹوں پر انتہائی دیدہ زیب شکل میں شائع کیا ہے بقول علامہ اختر شاہ جہانپوری ان میں سے ایک پلیٹ امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے اندر بھی لگی ہوئی ہے۔

مختلف ادارے اور تنظیمیں ہر سال کیلنڈر شائع کرتی ہیں کئی کیلنڈروں پر سلام رضا کا مطلع نظر آتا ہے۔ بعض تنظیموں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین پاک اور پائے اقدس کے دیدہ زیب نقش شائع کئے ہیں۔ ان پر بعض نے اعلیٰ حضرت کے سلام کا یہ شعر لکھا ہے۔

کھائی قرآن نے خاک گزر کی قسم
اس کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

نعتوں کے مختلف منتخب مجموعے بے شمار حضرات اور اداروں نے شائع کئے ہیں ان میں شاید ہی کوئی ایسا مجموعہ ہو جس میں سلام رضا کے منتخب اشعار شامل نہ ہوں بعض نے نے منظوم درود وسلام کے مجموعے مرتب کئے ہیں ان سب میں سلام رضا کو شامل کیا گیا ہے۔ کئی حضرات نے تو اسی طرز پر خود منظوم درود وسلام لکھے ہیں لیکن ان میں وہ لطف وسرور اور حسن کہاں جو امام اہل سنت کے سلام میں ہے۔

ربیع الاول شریف میں محافل میلاد کثرت سے جگہ جگہ منعقد ہوتی ہیں۔ مساجد کے علاوہ دیگر مقامات پر محفلیں سجی نظر آتی ہیں۔ مختلف تنظیمیں اور عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم برکت کے حصول کے لئے محفل میلاد منعقد کرتے ہیں۔ اسکولوں اور کالجوں کے طلباء وطالبات اپنے اپنے تعلیمی اداروں میں محفل میلاد کا اہتمام کرتے ہیں۔ کئی اعلیٰ سرکاری افسران کی بیگمات اور مذہبی ذوق رکھنے والی خواتین بھی خواتین کی محفل میلاد کا پروگرام کرتی ہیں جس پر اخبارات ورسائل شاہد ہیں ان سب کے آخر میں سلام رضا پڑھا جاتا ہے۔

بعض حجاج کرام بیان کرتے ہیں کہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی بعض لوگ بڑی عقیدت واحترام سے آہستہ آہستہ ہلکی اور میٹھی آواز میں گنگناتے رہتے ہیں۔

مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

اس وقت ان پر عشق ومستی کی جو کیفیت طاری ہوتی ہے وہ دیدنی ہوتی ہے اس سے تا اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ کی روح مبارک کو جو سکون ملتا ہوگا وہ قابل رشک ہے۔ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں اس سلام کی مقبولیت کے لئے یہی دلیل کافی ہے۔

کچھ عرصہ قبل روزنامہ جنگ راولپنڈی میں ایک مضمون نظر سے گزرا جس میں صاحب مضمون نے حجاج کرام کو دعاؤں کو زبانی یاد کرنے کے فوائد وثمرات سے آگاہ کیا اور کچھ مشورے دیئے۔ دعاؤں کو زبانی یاد کرنے کے ثمرات وبرکات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ میں نے روضہ انور پر ایک شخص کو "مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام" پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس کی حالت قابل رشک تھی۔

جسے چاہے اسے نواز دے' یہ در حبیب کی بات ہے

آج کل ملک بھر میں بسوں' سوزوکیوں' ویگنوں اور دیگر گاڑیوں پر نعتیہ اشعار' قرآنی آیات' احادیث مبارکہ اور بزرگوں کے اقوال لکھنے کا رواج عام ہو چکا ہے۔ کئی گاڑیوں پر لکھا ہوتا ہے۔

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

ان گاڑیوں میں سوار ہونے والے کتنے ہی لوگ ہر روز اس کو پڑھتے ہوں گے۔

"اردو کی ساتویں کتاب" برائے پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور میں جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روداد شامل کی گئی ہے جس کے آخر میں لکھا ہے "لیجئے خطبے کا اختتام ہوا۔ اب تمام سامعین اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہوگئے ہیں اور پرسوز آواز میں درود سلام پڑھا جا رہا ہے۔

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

روزنامہ سعادت جو کہ لاہور، فیصل آباد اور گوجرانوالہ سے بیک وقت ہر روز شائع ہوتا ہے اس کے لاہور کے ایڈیشن میں ادارتی صفحے کی پیشانی پر واضح طور پر لکھا ہوا ہوتا ہے "مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام" یہ اخبار ہزاروں آدمی ہر روز پڑھتے ہوں گے اور یہ مصرعہ بھی یقیناً ان کی نظر سے گزرتا ہوگا۔

معروف صحافی جناب مجیب الرحمان شامی جن کا نظریاتی تعلق جماعت اسلامی سے ہے' روزنامہ جنگ راولپنڈی میں اپنے کالم میں "جلسۂ عام" میں بعنوان "ہم عید منا رہے ہیں" لکھتے ہیں "ذرا رکئے' درود پڑھئے' سلام پڑھیئے' مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام پڑھئے"۔

پاکستان ٹیلی ویژن اور ریڈیو پاکستان سے بھی یہ سلام نشر ہوتا ہے خاص طور سے رمضان المبارک' محرم الحرام اور ربیع الاول کے مقدس ایام میں ٹی وی اور ریڈیو پر نعتیہ پروگراموں کے بعد اس سلام کے منتخب اشعار کئی بار پڑھے جاتے ہیں نیز یہ سلام بی بی سی لندن اور امریکی ٹیلیویژن سے بھی پڑھا جا چکا ہے چنانچہ قاری غلام رسول صاحب لکھتے ہیں۔

"مدت سے تمنا تھی کہ بی بی سی لندن برطانیہ کی طرح امریکہ کے ٹیلی ویژن پر بھی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پاک کے سلسلے میں محفل میلاد منعقد ہو اور یہ ناچیز اس میں سلام اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ "مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام" پڑھ رہا ہو۔ الحمد اللہ بتاریخ ۵ مئی ۱۹۸۹ء تھرڈ ورلڈ براڈ کاسٹنگ نیویارک میں محفل منعقد کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اسٹوڈیو میں محفل میلاد کی رحمت تھی تو باہر بادل بھی خوشی سے برس رہے تھے..... ناچیز نے سلام شریف پڑھنا شروع کیا۔
"مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام' شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام"

○

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ سلام ۱۷۲ اشعار پر مشتمل ہے جس کا ہر شعر عشق و محبت اور جناب نبی کریم رؤف ورحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے والہانہ عقیدت کا منہ بولتا ثبوت ہے یہ خوبصورت اور حسین الفاظ پر مشتمل ایک ایسا گلدستہ ہے جس کی خوشبو چار دانگ عالم میں پھیل چکی ہے۔

اس کا ہر ہر شعر موتیوں میں تولنے کے قابل ہے نیز سلاست وروانی اور زور بیان میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔ اس سلام کے ایک ایک شعر میں محبوب مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ادائیں الفاظ کے موتیوں سے جڑی ہیں جسے دیکھ کر عقد ثریا بھی خجل ہوجائے۔ سرکار مدینہ کا سراپا اور عہد طفولیت سے لے کر عہد نبوت تک کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے جس کی داد دینے کے لئے الفاظ نہیں ملتے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری سیرت سامنے آجاتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شعر وحکمت کا بحر بیکراں پورے جوش وخروش کے ساتھ رواں دواں ہے' جس میں معارف قرآن وحدیث' اسرار عشق ورموز معرفت اور زبان وبیان کے لاتعداد گہہائے گراں مایہ بہے چلے آرہے ہیں۔

●●●●●●●

صنعتِ مجوب کے مسائل
اور رضا بریلوی کی شعری عظمت

ڈاکٹر سیّد شمیم گوھر (بھارت)

شاعری میں زبان، بیان، فکر و نظر اور عروض کے علاوہ صنعت گری کی حیثیت و اہمیت سب سے زیادہ قابل قدر اور باوقار سمجھی جاتی ہے اور اسی کے اشتراک و انضمام سے فکر و فن کے نئے نئے گوشے اور مشکل پسندی کے عناصر سامنے آتے ہیں۔ صنعتوں کا دائرہ بہت وسیع اور کشادہ ہے کوئی بھی شاعری اس کے دخل سے دور نہیں رہ سکتی خواہ وہ ہلکی پھلکی صنعتوں کا مظہر بنے یا مشکل صنعتوں کا انکشاف کرے۔ لاعلمی کی بنیاد پر ایسا بھی اکثر ہوتا ہے کہ کون سی صنعت کس شعر سے کب وابستہ ہوگئی شاعر کو خود خبر نہیں ہوپاتی اور لاشعوری طور پر شعر میں غیر معمولی وصف شامل ہوجاتا ہے لیکن صنعتوں کے ہجوم میں ایسے صنائع کی تعداد زیادہ ہے جن کا اظہار گہری معلومات اور باخبری کے بغیر ممکن نہیں جن کی بہت سی مثالیں آسانی سے دی جاسکتی ہیں۔ اساتذہ سخن کے امتیازی وصف کی سب سے بڑی علامت ان کی صنعت نوازی ہے ہر بڑی شاعری صنعتوں ہی کی بنیاد پر وجود میں آتی ہے لیکن جہاں تک صنعت تلمیح کا تعلق ہے یہ اگرچہ کوئی تہہ دار اور دشوار صنعت نہیں ہے تاہم اساتذہ نے اس کی طرف کچھ توجہ سے کام نہیں لیا اور تلاش بسیار کے باوجود اس کے نمونے مشکل سے مل پاتے ہیں۔ جلال الدین جعفری کی "نسیم البلاغت" میں صنعت تلمیح کی تعریف اس طرح درج ہے "ایسے اشعار لکھنا جن کا ایک حصہ ایک زبان میں ہو اور دوسرا حصہ دوسری زبان میں ہو" لیکن "حدائق البلاغت" میں تلمیح کی تعریف قدرے وضاحت سے ہے اور اس صنعت کی دو قسمیں بتائی ہیں مکشوف اور مجوب، مکشوف وہ ہے جس میں صرف دو زبانیں استعمال ہوں اور مجوب وہ ہے جس میں دو سے زیادہ زبانیں استعمال کی جائیں۔ حدائق البلاغت میں مجوب کی جو مثالیں دی ہیں وہ اشعار غزل کی نہیں بلکہ اشعار قصیدہ کی دی ہیں اور ہر شعر میں صرف ایک یا دو زبانوں کا اعتبار کرتے ہوئے انہیں مجوب سے وابستہ کیا ہے جبکہ مجوب کے لئے ایک ہی شعر میں دو سے زیادہ زبانوں کے استعمال کی شرط بتائی گئی ہے پورے قصیدے میں اگرچہ چار زبانوں کو شامل کیا گیا ہے مگر اس لسانی بکھراؤ کو اس طور پر قصیدہ و مثنوی کے ساتھ جائز سمجھ لیا جائے گا تو پھر تین چار کیا، بہت سی زبانیں استعمال کی جاسکتی ہیں مگر یہ صنعت محض زبانوں کی نمائش نہیں بلکہ ایک ہی شعر کی حد میں رہ کر چند زبانوں کا اظہار چاہتی ہے یہی قاعدہ قرین اصل بھی ہے اور اردو شاعری کے لئے مخصوص بھی۔ حضرت شاہ احمد رضا بریلوی نے بھی ایسی قاعدے کو اصل جانا اور غزل کی ہیئت میں صنعت مجوب کا استعمال کیا۔ اس صنعت کی توضیح و تشکیل اپنی جگہ مگر عربی و فارسی شاعری چونکہ اس صنعت سے مستثنیٰ ہے اس لئے اپنے عدم تمثیلات کی بنیاد پر یہ زبانیں یہ ثابت کرتی ہیں کہ صنعت مجوب کے حق میں تین چار زبانوں کی شرط اردو شاعری کے لئے مستعار نہیں بلکہ اتفاقیہ طور سے اس کے پیدائشی حق پر صادق آگئی۔ باقاعدہ جملوں اور فقروں کے زیر شرط عربی و فارسی شعراء کے ہاں مجوبی اشعار کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا۔ دونوں اقوام کی لسانی حد بندی ہمیشہ مستحکم رہی لیکن اس کے برعکس اردو کا ایک تعلیم یافتہ شاعر بیک وقت کئی زبانوں کو ایک شعر کے ساتھ مربوط و ہم آہنگ کرسکتا ہے کبھی زبانوں کی اصل عبارتوں کے ساتھ اور کبھی زبانوں کی صوتی کیفیات کے تحت جملوں اور فقروں کو اردو کے ساتھ متحد کرسکتا ہے یہی لشکری زبان کی خاصیت ہے مگر عربی و فارسی یا دیگر زبانیں ایسا نہیں کرسکتیں۔ یہی مجبوری اس ثبوت کا مظہر بنتی ہے کہ غزل و

قصیدہ ہو یا مثنوی و رباعی، کسی بھی صنعت میں عربی و فارسی کے مجوبی اشعار نہیں ملتے کہ جس کی رعایت سے اردو شاعری کے لئے مجوبی قانون کو وابستہ کیا جاسکے۔ یہی صورت حال اس قانون کی ترتیب میں مدد پہنچاتی ہے کہ مجوب کے لئے غزل ہی کے ایک شعر کی شرط ضروری ہے اور غزل ہی کے اشعار میں اس لسانی فن کی قدریں بطور خاص نمایاں ہوسکتی ہیں۔ یہاں ہر اس صنعت کے پیش نظر تعین بحور کے معاملے کو بھی سامنے لانا لازمی امر ہے لہٰذا ضابطہ کے تحت اس حق میں جانا بہتر ہوگا کہ مجوب کو تمام چھوٹی بحروں سے مستثنیٰ سمجھا جائے تاکہ ایک ترتیب کے ساتھ مختلف زبانوں کے لفظوں اور فقروں کا باسانی استعمال کیا جاسکے جیسا کہ حضرت رضا بریلوی نے اس ہیئت میں کامیاب تجربہ کرکے دکھایا ہے۔

حضرت رضا کی مجوبی غزل کے پیش نظر ممتاز دانشور پروفیسر مطیع الرحمٰن نے اپنی تصنیف "آئینہ وسیمی" میں جو اشعار نقل کیے ہیں وہ بھی غزل کی ہیئت میں ہیں جس سے یہ ثبوت فراہم ہوتا ہے کہ یہ صنعت، غزل ہی سے وابستہ ہونے کی سب سے زیادہ صلاحیت رکھتی ہے لکھتے ہیں "فاضل بریلوی جناب مولانا احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ جو احترام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر دیار حبیب میں قدم رکھ کر چلنا بھی سوئے ادب سمجھتے ہیں۔

عرب کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

فاضل بریلوی کی ایک نعتیہ غزل کا پہلا مصرع عربی و فارسی اور دوسرا مصرع ہندی میں ہے اور بہت خوب ہے اس غزل کے چند اشعار یہ ہیں "تین اشعار نقل کرنے کے بعد مزید لکھتے ہیں" اسی انداز کی، ایک نعت ایک بنگالی شاعر نے فارسی اردو بنگلا اور انگریزی ملی جلی زبان میں لکھ کر آقائے مدینہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے اس کے تین اشعار نذر قارئین ہیں۔

یامن لہ روحی فدا،نائی بھن گاہے چرا
ہوئے جھکی آمار خطا،بخشو تو میرے مہ لقا
جیون دھن آمار توئی، جان وتنم رزا
اے لک آف لو، ڈیر ٹوئی، میری یہی ہے التجا
ٹوئنکل ٹوئنکل لائٹک اسٹار، دانتنی تمہارے آبدار
چندر متن بادن تمہار،عارضی چوشمس پرضیا
(ص ۴۴۴ مطبوع پٹنہ ۱۹۷۶ء)

اس طرح کے مجوب اشعار اردو شاعری میں اب بھی بہت کم ملتے ہیں حضرت رضا کے مقابلہ میں منقولہ اشعار میں اگرچہ لسانی ترتیب و معیاری مفاہیم کی کافی کمی ہے تاہم اردو زبان کے ایسے تلمیحی اشعار مجوب کے تقاضے ضرور پورا کرتے ہیں اور مجوب کہلانے کے مستحق ہیں اردو کے اساتذہ سخن کے ہاں اس انداز کے اشعار غالباً" ناپائیدار ہیں جس کے دو اسباب زیادہ سمجھ میں آتے ہیں اولاً" یہ کہ تین چار زبانوں کے استعمال پر طبع آزمائی کے عمل کو فکری تلاش کے منافی سمجھا جاتا رہا ہے یا پھر دیگر صنعتوں کے سامنے اس صنعت کی کوئی حیثیت نہ جانی گئی یہی وجہ ہے کہ یہ صنعت جو کل تک ویرانے میں پڑی ہوئی تھی حضرت رضا نے اس میں نئی روح پھونک دی اور ایسا نادر و نایاب فن پارہ پیش کیا کہ آج تک اساتذہ سخن اس کا بدل پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ یہ صنعت آسان ہوتے ہوئے بھی لسانی نزاکت و نفاست کی آئینہ دار اور امتزاجی لطافتوں کی ترجمان ہے۔ چند زبانوں کو آپس میں ایسے تال میل کے ساتھ ہم آہنگ و مربوط کرنا کہ ہر زبان کی اپنی لچک اور اس کا لب و لہجہ اس طرح اشعار کے قالب میں ڈھلتا جائے کہ کسی بھی زبان کی شعری لچک ماند نہ پڑنے پائے اور باہم لسانی حسن ابھر کر سامنے آتا جائے یہی اس صنعت کا سب سے بڑا کمال ہے۔ حضرت رضا نے اردو شاعری میں بہ ہیئت غزل، مجوب کا صحیح نقشہ اور صحیح توضیح پیش کرتے ہوئے لسانیاتی سنگم کا انمول فن پارہ ترتیب دیا ہے جس میں ہر زبان کا امتزاجی کیف و سرور نہ صرف یہ کہ جذبہ دل میں ہیجان برپا کرتا ہے بلکہ ہر شعر کا فکری معیار بھی بلندی پر دکھائی دیتا ہے۔ عربی فارسی اردو اور ہندی زبانوں کے اشتراک سے جملوں اور فقروں کی قید میں یہ غزل ایک ترتیب کے ساتھ لکھی گئی ہے .... اسی لسانی ترتیب کو حضرت رضا نے مجوب کا خلاصہ ثابت کیا ہے اور یہی خاصیت اس صنعت کی جان ہے مثلاً" ہر مصرع اول کے عربی و فارسی فقروں کو دو الگ الگ ہم وزن بحروں میں منقسم کرتے ہوئے نہ صرف دو قوافی کا اہتمام کیا

بلکہ ہندی کے مصرع ثانی کے نصف ارکان کے اختتام پر بھی قافیہ کا بندوبست کیا ہے۔ علم بدیع میں اسے صنعت ترصیع کہتے ہیں جو مسجع متوازی کی ایک قسم ہے جس کی مثالیں دیگر بحروں میں تو عام ہیں مگر صنعت مجوب میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اس کامیاب تجربے نے اگر ایک طرف محفل شعرو ادب کو متحیر و ششدر کیا ہے تو دوسری جانب محفل میلاد اور محفل سماع میں بھی ایک نئی جان ڈالی ہے ہر طرف بڑے ذوق و شوق کے ساتھ پڑھی سنی جاتی ہے ایک عام شخص عربی، فارسی کے مصرع اولی پر محض اس لئے جھومنے لگتا ہے کہ مصرع ثانی شعوری طور پر اس کے دل کے تاروں کو چھیڑ کر رکھ دیتا ہے اور مصرع ثانی کی لطافتوں کو لاشعوری طور پر مصرع اولی کے محاسن پر محمول کرنے لگتا ہے۔ الغرض پوری غزل، صنعت مجوب کا قیمتی مظہر ہونے کے باوجود عشق و محبت اور حسن عقیدت کا آفتاب و ماہتاب بھی ہے لفظ لفظ سے عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا آبشار بہتا ہوا نظر آتا ہے نیز تشبیہ و کنایہ اور محاورات سے مجلی ہے ہندی زبان کی خوبصورت آمیزش نے مزید انوکھا رنگ و روپ بھر دیا بلکہ عوام تک اس غزل کی چمک دمک پہنچانے میں اس زبان کا بڑا نمایاں ہاتھ رہا ہے حضرت شاہ احمد رضا بریلوی کی پوری غزل مندرجہ ذیل ہے۔

.......☆☆☆☆☆..........

امام احمد رضا کانفرنس

مبارک ہو

محمد اقبال جان محمد قصباتی قادری

محمد امین جان محمد قصباتی قادری

محمد یوسف جان محمد قصباتی قادری

محمد فاروق جان محمد قصباتی قادری

ابوطالب جان محمد قصباتی قادری

محمد زبیر جان محمد قصباتی قادری

محمد الطاف جان محمد قصباتی قادری

عبدالمجید عبدالستار

محمد مناف محمد یوسف

عمر عبداللطیف قصباتی قادری

لاکھوں سلام

از ڈاکٹر سید اظہر علی (جامعہ کراچی)

خاندان رضا چشمہ روشنی
ان کے آباؤ اجداد سب متقی
یعنی اعظم وکاظم رضائے علی
والد اعلیٰ حضرت جناب نقی
ان ضیا پاش کرنوں کا ارفع مقام
شجرۂ اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام

(۲)

حامد ومصطفےٰ ان کے شہزادگاں
باپ کے سارے اوصاف جن میں عیاں
علم وتقویٰ وجرأت کے اعلیٰ نشاں
اہل سنت کی ناموس کے پاسباں
دونوں سعدین پر ہو خدا کا انعام
ان کی صالح خلافت پہ لاکھوں سلام

(۳)

ہوں وہ ابن رضا یا کہ احمد رضا
ہیں یہ سب عاشق سبز گنبد رضا
ہیں یہ عالم رضا اور جید رضا
قدر دانان سادات وسید رضا
فرش سے عرش تک ہیں درخشاں یہ نام
حاملان شریعت پہ لاکھوں سلام

(۴)

مصطفےٰ خاں تھے حضرت کے چھوٹے پسر
بچپنے ہی سے زیرک وبالغ نظر
فکر میں پختگی، گفتگو میں اثر
تھا لڑکپن، بزرگی کے معیار پر
ایسا بچہ، کہ بوڑھے کریں احترام
کم سِنی کی اس عزت پہ لاکھوں سلام

(۵)

ایک چیلنج پاکر کچھ ایسا لکھا
سب تھے حیراں وششدر کہ یہ کیا لکھا
صرف تیرہ کا سن تھا کہ فتویٰ لکھا(۱)
اعلیٰ حضرت نے فرمایا اچھا لکھا
ان کو مفتی کے منصب کا بخشا انعام
ایسے مفتی کی قدرت پہ لاکھوں سلام

(۶)

اہل سنت کو حق سے محبت رہی
دورخی، مکر اور فن سے وحشت رہی
کانگریسی سیاست سے نفرت رہی
لیگ کے ساتھ ان کی حمایت رہی
پاک تحریک میں ان کا پہلا ہے نام(۲)
اہل سنت کے علماء پہ لاکھوں سلام

(۷)

لیگ نے ایک اچھا یہ ذریعہ دیا
ہم کو دوقومیت کا نظریہ دیا
کس نے پہلے مگر، ایسا نعرہ دیا؟
نصف صد سال پہلے اشارہ دیا(۳)
تھا یہ بے شک امام رضا کا ہی کام
ان کی فکری بصیرت پہ لاکھوں سلام

۱- تیرہ برس کی عمر میں، مولانا ظفرالدین بہاری کے چیلنج پر فتویٰ لکھ دیا۔
۲- تحریک پاکستان۔

(۸)

جب علیحدہ وطن کا تقاضا ہوا
مفتیٔ اعظم ہند نے یہ کیا
بڑھ کے اس کی حمایت میں فتویٰ دیا
لیگ کو اس طرح سے بڑھاوا دیا
صرف مقصد تھا مسلم وطن کا قیام
خادم دین وملت پہ لاکھوں سلام

(۹)

لیگ پر تھا الیکشن کا لمحہ کڑا(۴)
مفتیٔ ہند کا تھا سہارا بڑا
آپ کا ووٹ ہی سب سے پہلے پڑا
پھر تو ووٹوں کا سیلاب ہی آپڑا
بھر گئے لیگ والوں کے کیسے تمام
آپ کے دست برکت پہ لاکھوں سلام

(۱۰)

اہل سنت کی تنظیم تھی اک بڑی(۵)
پاک تحریک میں سب سے آگے کھڑی(۶)
لیگ پر بھی تھیں اس کی نگاہیں کڑی
تاکہ ہونے نہ پائے کوئی گڑبڑی
سعیٔ تقسیم بھارت کی تھی صبح وشام
ایسی مخلص جماعت پہ لاکھوں سلام

(۱۱)

اس جماعت کے بانی جناب نعیم(۷)
صدر فاضل لئیق وعقیل وفہیم
اہل سنت کی دنیا کے فخر عظیم
رزم ابطال باطل میں ضرب کلیم

۳۔ انیسویں صدی کے آخر میں اعلیٰ حضرت نے دو قومی نظریہ پیش کیا تھا(۱۸۹۷ء)
۴۔ ۱۹۴۵ء کے الیکشن
۵۔ سنی کانفرنس' قائم شدہ ۱۹۲۵ء
۶۔ تحریک پاکستان
۷۔ مولانا نعیم الدین مراد آبادی

راہ حق پہ وہ قائم رہے تھے مدام
آپ کی استقامت پہ لاکھوں سلام

(۱۲)

جبر سے اندرا نے یہ کروالیا
رول نس بند کرنے کا بنوالیا(۸)
اس کے حق میں کچھ علماء سے لکھوالیا
جب بریلی کے مفتی سے فتویٰ لیا
اس نے لکھا حرام وحرام وحرام
ایسے عالم کی جرأت پہ لاکھوں سلام

(۱۳)

قادریت کے یہ گوہر لاجواب
اہل سنت کے گویا مہکتے گلاب
حشر میں ان پہ وا ہوگا جنت کا باب
بے عذاب وعتاب وحساب وکتاب
ان کو بلوائیں گے انبیاء کے امام
"تاابد اہل سنت پہ لاکھوں سلام"

(۱۴)

جس کی معروف ہے سب میں جودوسخا
رہبر کاملاں پرتو مہہ لقا
جس نے کرکے دکھایا فنا کو بقا
"غوث اعظم امام التقےٰ والنقےٰ"
اس کی عظمت میں کس کو روا ہے کلا
"جلوہ شان قدرت پہ لاکھوں سلام"

(۱۵)

اپنے دل میں مچلتا ہے ارماں رضا
جب قیامت میں پہنچیں نبی واں رضا
ان کی شوکت کے ہوں سب ثناخواں رضا
"مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا"
مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

۸۔ نس بندی کا قانون۔

عالم میں اِنتخاب
SHARBAT
ROOH AFZA
REGD
ہمدرد دواخانہ (وقف) کراچی
مصنوعی اَجزا سے تیار کی جانے والی
اَشیاءِ خُور و نوش کے منفی اثرات سے آگاہی کے
بعد نسلِ اِنسانی ایک بار پھر فطرت کے آغوش
میں پناہ تلاش کر رہی ہے۔
یہی وجہ ہے کہ قدرتی اجزا کا مُرکّب
رُوح افزا اپنی فطری تاثیر، مُنفرد ذائقے اور
اعلا معیار کی بنا پر اقوامِ عالم میں
روز افزوں مقبولیت حاصل کر رہا ہے۔
رُوح افزا
ھمدرد
انٹرنیشنل
Adarts-HRA-5/92

(چیف ایڈیٹر، اردو ڈکشنری بورڈ، ڈاکٹر فرمان فتح پوری)

"امام احمد رضا خان برِعظیم پاک و ہند کے علماء و صلحاء میں کئی حیثیتوں سے ایک منفرد مقام رکھتے ہیں، انہوں نے رسائل و کتب کی صورت میں جتنا بڑا ذخیرہ علم و ادب ہمیں دیا ہے شاید ان کے ہم عصر کسی دوسرے عالم نے نہیں دیا۔ اب امام احمد رضا خان کا نام اور کام از سر نو ہماری فضائے حیات میں سورج کی طرح چمک رہا ہے۔"

○

مُحترم محمد رفیق قادری صاحب منیجنگ ڈائریکٹر ایوبؔ سوپ انڈسٹریز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

QUALITY CONSCIOUS
EXPORTERS

کراچی سے بریلی تک

(سفرنامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد)

مرتبہ : پروفیسر مجید اللہ قادری (جامعہ کراچی)

"ادارہ تحقیقات امام احمد رضا" کے سرپرست اعلیٰ اور برصغیر کے عظیم محقق اور اسکالر، ماہر رضویات، مسعود ملت، حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ العالی پچھلے سال نومبر ۱۹۹۲ء میں ایک ماہ کے طویل دورہ پر ہندوستان تشریف لے گئے تھے۔ اس دورے میں آپ کئی شہروں میں تشریف لے گئے خاص کر دہلی، اندور، علی گڑھ اور بریلی شریف جہاں آپ کی بے حد پذیرائی ہوئی ہزاروں لوگ ملاقات کے لیے آئے، علمی حلقوں سے متعلق سینکڑوں حضرات استفادہ کے لیے تشریف لائے، کئی مقامات پر آپ نے خطاب بھی فرمایا، محققین، اسکالرز، اساتذہ، علماء مشائخ سے تبادلہ خیال ہوا اس کے علاوہ کئی بزگوں کے مزارات پر حاضری کا شرف بھی حاصل ہوا مثلاً دہلی میں مفتی مظہراللہ دہلوی، حضرت بختیار کاکی، حضرت عبدالحق محدث دہلوی، حضرت نظام الدین اولیا، حضرت امیر خسرو، بریلی شریف میں مجدد دین وملت حضرت امام احمد رضا خان قادری محدث بریلوی، حجتہ الاسلام حضرت حامد رضا خان قادری بریلوی و مفتی اعظم ہند علامہ مصطفےٰ رضا خان (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) ڈاکٹر صاحب کا کراچی سے بریلی تک کا سفر اگرچہ ایک ماہ کا مختصر سفر تھا لیکن امام احمد رضا پر برسوں علمی اور تحقیقی سفر کے پس منظر میں یہ سفر ایک تاریخی اہمیت کا حامل ہے اس کی بالتفصیل روئداد تو ڈاکٹر صاحب کسی وقت فرصت سے خود تحریر فرمائیں گے سردست اس سفرنامے کی یادداشتوں سے ان واقعات، حالات اور شخصیات کا ذکر، جو کسی نہ کسی طرح امام احمد رضا بریلوی سے متعلق ہیں قارئین کرام کے افادہ کے لیے پیش کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کا سفرنامہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۹۲ء سے شروع ہوتا ہے جب آپ کراچی سے لاہور روانہ ہوئے۔ لاہور میں ۲۷ اکتوبر تک قیام رہا۔ ۲۸ اکتوبر سے ۲ نومبر تک اسلام آباد میں مقیم رہے اور ۲ نومبر کو لاہور دوبارہ تشریف فرما ہوئے اور یہیں سے ۵ نومبر کو بذریعہ جہاز دہلی کے لیے روانہ ہوگئے۔ ۵ نومبر سے ۱۱ دسمبر ۱۹۹۲ء تک آپ کا قیام ہندوستان کے مختلف شہروں میں رہا۔

لاہور میں آپ کا قیام محترم جناب ایم وائی حقی صاحب کی قیام گاہ ماڈل ٹاؤن میں رہا۔ جہاں بکثرت احباب اور محققین ملاقات کے لیے آتے رہے۔ قیام کے دوران کئی علمی اداروں میں حاضر ہونے کا موقعہ بھی ملا مثلاً دارالعلوم حزب الاحناف، دارالعلوم نعیمیہ، دارالعلوم انجمن نعمانیہ، رضا اکیڈمی، ادارہ معارف نعمانیہ، مرکزی مجلس رضا، مکتبہ نبویہ، مکتبہ حامدیہ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، مرکزی مجلس امام اعظم، جامعہ رضویہ لاہور وغیرہ وغیرہ۔

شہر لاہور میں قیام کے دوران امام احمد رضا سے علمی اور روحانی تعلق رکھنے والے جن محترم علماء و مشائخ، اسکالرز اور محققین سے ملاقاتیں ہوئیں ان کے قابل ذکر نام مندرجہ ذیل ہیں۔

علامہ محمود احمد رضوی، مفتی عبدالقیوم ہزاروی، علامہ عبدالحکیم شرف قادری، علامہ محمد منشا تابش قصوری، علامہ محمد عبدالحکیم اختر شاہجہاں پوری، حکیم محمد موسیٰ امرتسری، مفتی محمد حسین نعیمی، مفتی غلام سرور قادری، علامہ نور محمد قادری، مفتی محمد خان، مولانا عبدالستار قادری، صاحبزادہ حفیظ البرکات، مولانا محب اللہ نوری، مولانا مظفر اقبال، مولانا نورالاسلام، مولانا اکبر علی خان، مولانا محمد جاوید نقشبندی، پروفیسر محمد رفیق، ڈاکٹر عبدالمالک، ڈاکٹر سرفراز حسین، ڈاکٹر شیر محمد، مولانا محمد رمضان قادری، جناب مولانا عبدالستار محمد طاہر، جناب شاہد علی نورانی، جناب حاجی مقبول

احمد ضیائی، جناب طاہر حسین، جناب محبوب الٰہی، جناب فیاض احمد خاں، جناب دیدار سرحدی، جناب غلام اویس قرنی، اور حضرت علامہ اقبال احمد فاروقی۔ ان حضرات نے حضرت مسعود ملت کو کثیر مطبوعات پیش کیں علمی اور اشاعتی اداروں کا معائنہ کروایا اور امام احمد رضا محدث بریلوی پر علمی اور تحقیقی کام کی رفتار پر تبادلہ خیال کیا۔

ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب ۲۸ اکتوبر ۱۹۹۲ء کو لاہور سے اسلام آباد پہنچے اور آپ نے اسلام آباد میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے مقامی دفتر میں قیام فرمایا ادارہ کے ناظم اعلیٰ پیرزادہ سید محمد طاہر نقشبندی مجددی صاحب نے ڈاکٹر صاحب کی ادارہ میں قیام کے دوران بھرپور ضیافت کی یہاں بھی قیام کے دوران اسلام آباد کے بکثرت اہل علم احباب نے شرف ملاقات حاصل کیا۔ یکم نومبر ۱۹۹۲ء کو ادارہ کی جانب سے اسلام آباد ہوٹل میں سالانہ کانفرنس ۱۹۹۲ء میں بھی شرکت فرمائی جہاں کثیر تعداد میں لوگوں سے ملاقات ہوئی۔ علمی حلقے سے تعلق رکھنے والے جن مکرم شخصیات سے ملاقات ہوئی ان کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

ڈاکٹر حافظ محمد طفیل صاحب، ڈاکٹر ساجد الرحمٰن صاحب، ڈاکٹر مطلوب حسین صاحب، پروفیسر امتیاز احمد سعید صاحب، مولانا صابر حسین شاہ صاحب، سید آل احمد رضوی صاحب، پروفیسر منظور احمد نجم صاحب، پروفیسر شفقت صاحب، جناب محمد اشرف مہر صاحب، محمد طاہر رضوی ایڈووکیٹ صاحب اور عزیز الدین صاحب وغیرہم۔

اسلام آباد میں پروفیسر ابرار حسین صاحب کو ڈاکٹر صاحب نے علم المربعات سے متعلق علامہ محمد ظفرالدین قادری بہاری کا مطبوعہ مضمون دیا پروفیسر صاحب چونکہ اس علم سے آشنا ہیں اس لیے یہ کام ان کے سپرد کیا گیا انہوں نے اس پر کام کرنے کا وعدہ بھی فرمایا۔ امید ہے کہ ان کا مقالہ تیار ہوگیا ہوگا۔

ڈاکٹر صاحب ۲ نومبر ۱۹۹۲ء کو اسلام آباد سے واپس لاہور پہنچے اور ۵ نومبر ۱۹۹۲ء کو بذریعہ طیارہ دہلی پہنچے۔ ڈاکٹر محمد سعید احمد صاحب (سجادہ نشین خانقاہ خواجہ باقی اللہ علیہ الرحمۃ) کے دولت کدہ پر قیام کیا۔ ڈاکٹر سعید صاحب کے دولت کدہ سے قریب ہی مفتی محمد مکرم صاحب اور ان کے برادر عزیز مفتی محمد معظم صاحب کا دولت کدہ بھی تھا یہاں دونوں برادران کے علاوہ قاری مبشر احمد، ڈاکٹر بشیر احمد اور ڈاکٹر محمود احمد صاحب سے مسعود ملت کی روزانہ ہی ملاقات ہوجاتی اور کئی باران کے گھروں پر ضیافتیں بھی ہوئیں جامع مسجد فتحپوری قریب ہی تھی اس لیے ڈاکٹر صاحب موصوف کی تقریباً روزانہ اپنے والد ماجد اور مرشد برحق مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ کے مزار پر حاضری ہوجاتی اس کے علاوہ دہلی میں بعض دیگر اولیاء اکرام کے مزارات پر حاضری کا شرف بھی حاصل ہوا۔ روزنامہ "قومی آواز" دھلی نے اپنی ۱۶ نومبر ۱۹۹۲ء کی اشاعت میں ڈاکٹر صاحب کی مصروفیات کی یہ خبر درج ذیل الفاظ میں شائع کی :-

پاکستان کے اسلامی محقق کی درگاہ محدث دہلوی میں حاضری

"نئی دہلی ۱۶ نومبر مشہور اسلامی محقق اور دانشور پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی نے جو ان دنوں دہلی آئے ہوئے ہیں کل مہرولی میں مشہور ولی اور محدث حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے آستانہ پر حاضری دی جہاں ڈاکٹر صاحب اور ان کے ہمرکاب وفد کا استقبال درگاہ شریف کے سجادہ نشین اور متولی ضیاء الحق سوز حقی دہلوی نے کیا۔ زائرین نے درگاہ شریف کے انتظام اور ناجائز قابضین کے خلاف مجاہدانہ جدوجہد کرنے پر مبارکباد دی بعد میں وفد نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، حضرت خواجہ نظام الدین اولیا اور حضرت امیر خسرو کے آستانوں پر حاضری دی وفد میں امام فتحپوری، مفتی محمد مکرم احمد، ڈاکٹر سید احمد نقشبندی، سید سعید احمد دہلوی اور پیر عبدالواحد چشتی قادری بھی تھے۔"

قیام دہلی کے زمانے میں امام احمد رضا سے علمی اور روحانی تعلق رکھنے والے جن محترم حضرات سے ملاقات ہوئی ان میں قابل ذکر نام مندرجہ ذیل ہیں۔

مولانا یاسین اختر مصباحی صاحب، ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم صاحب، علامہ ارشد القادری صاحب، مولانا فیض ربانی صاحب، مولانا غلام ربانی صاحب، مولانا محمد حسین صاحب، مولانا محمد فیاض مظہر صاحب، مولانا محمد یامین نعیمی صاحب، مولانا شرر مصباحی صاحب،

ڈاکٹر محمد رفیع الدین صاحب' مولانا عبد النعیم عزیزی صاحب وغیرہم' مولانا یاسین اختر مصباحی صاحب' ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم صاحب' اور مولانا محمد حسن صاحب وغیرہم نے بعض اہم مطبوعات بھی پیش کیں۔ ان کے علاوہ اور جن علماء سے ملاقاتیں رہیں ان میں مولانا محمد منان رضا صاحب' مولانا انوار احمد صاحب' حافظ قمر الدین صاحب' مولانا محمد قاسم صاحب کے اسماء گرامی خاص ہیں۔ ڈاکٹر مسعود صاحب نے دہلی میں قیام کے دوران اہل سنت کے بعض طباعتی اور اشاعتی اداروں کا بھی دورہ کیا ان میں قابل ذکر نام یہ ہیں۔

مکتبہ جام نور' فاروقیہ بک ڈپو' حجاز جدید' ماہنامہ قاری وغیرہ وغیرہ۔ مولانا فضل الرحمٰن شرر مصباحی صاحب نے فون پر ڈاکٹر صاحب کو یہ اطلاع دی کہ شاہ ابوالحسن نوری میاں کی تین قلمی بیاض ملی ہیں جن کے حواشی پر امام احمد رضا کی تعلیقات ہیں۔ ان بیاض کو ہنوز عام نہیں کیا گیا۔

ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نواب مرزا فرید الدین صاحب اور محمد غزالی صاحب کے ساتھ دہلی سے اندور پہنچے یہاں جناب عبدالعزیز صدیقی صاحب (سجادہ نشین خانقاہ نذر محمدی) کے دولت کدے پر قیام رہا اور قیام کے دوران ۲۱ '۲۲ نومبر کو شاہ عبدالغنی نقشبندی مجددی علیہ الرحمتہ کے عرس میں بھی شرکت فرمائی۔

اندور میں بھی قیام کے دوران بکثرت علماء ومشائخ سے ملاقات ہوئی مثلاً علامہ محمد میاں صاحب' علامہ نورالحق صاحب' قاری لیاقت رضا نوری صاحب' مولانا انوار احمد صاحب' حاجی عبدالغفور شاہ نوری صاحب' علامہ توقیر رضا صاحب' مولانا مقصود احمد صاحب' مولانا آل مصطفےٰ صاحب' مولانا زبیر عالم صدیقی صاحب' مولانا محمد قاسم خاں قادری صاحب' مولانا محمد حسین صاحب قابل ذکر ہیں۔

۲۲ نومبر کو جامعہ نوریہ اندور میں مفتی محمد حبیب یار خاں صاحب کی طرف سے ڈاکٹر صاحب کو استقبالیہ دیا گیا تھا جس میں اندور اور قرب وجوار کے علماء' آئمہ مساجد اور طلباء نے کثیر تعداد میں شرکت کی ڈاکٹر صاحب نے اپنے خطاب میں امام احمد رضا کے حالات وافکار پر روشنی ڈالی۔

۲۳ نومبر کو بھی مولانا انوار احمد صاحب اور نوجوانان اندور کی جانب سے ایک استقبالیہ دیا گیا اس موقعہ پر ڈاکٹر صاحب نے امام احمد رضا کی عبقریت کے حوالے سے مختصر مگر جامعہ خطاب فرمایا۔

۲۴ نومبر کو اندور سے واپس دہلی روانہ ہوئے اور پھر ۲۶ نومبر کو ڈاکٹر مرزا فرید صاحب اور محمد غزالی صاحب کے ساتھ علی گڑھ پہنچے جہاں آپ کا قیام پروفیسر ڈاکٹر رضوان صاحب (سابق صدر شعبہ سنی دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) کے مکان پر رہا۔ علی گڑھ میں بھی امام احمد رضا سے تعلق رکھنے والے کئی علماء اور اسکالرز سے ملاقات ہوئی جن میں پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین آرزو ابن علامہ محمد ظفر الدین قادری بہاری' حکیم خلیل الرحمان' پروفیسر ڈاکٹر محمد امین مارہروی ابن علامہ مفتی حسن میاں صاحب مارہروی' ڈاکٹر ایم اے حفیظ کاردار صاحب' ڈاکٹر محمد اسد صاحب وغیرہم کے نام قابل ذکر ہیں۔

۲۸ نومبر کو آل انڈیا مسلم اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن (ایم ایس او) کی جانب سے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں یونیورسٹی کے کینڈی ہال میں منعقدہ سالانہ کانفرنس میں مسعود ملت کو مدعو کیا گیا اس کی صدارت یونیورسٹی کے پرووائس چانسلر پروفیسر اے ایچ صدیقی صاحب نے کی ڈاکٹر صاحب مہمان خصوصی کی حیثیت سے شریک ہوئے۔

یہ سالانہ کانفرنس شام ۳۰۔۷ بجے شروع ہوئی تلاوت قرآن اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جناب ابوبکر صاحب نے ایم ایس او کا تعارف پیش کیا اس کے بعد ابتدائی کلمات پروفیسر ایم این فاروقی صاحب نے کہے پھر کئی فاضل علماء اور اسکالرز نے مقالات پیش کیے اور تقریریں کیں جن میں مفتی عبدالقیوم صاحب (علی گڑھ) علامہ ارشد القادری صاحب (دہلی) علامہ یاسین اختر مصباحی صاحب (دہلی) ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم صاحب (دہلی) قابل ذکر ہیں آخر میں خصوصی خطاب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کا تھا۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی تاریخ میں پہلی بار امام احمد رضا کی شخصیت پر اتنا جامع اور مفصل خطاب ہوا۔ اور اس کا اعزاز ماہر رضویات مسعود ملت جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کو حاصل ہوا آپ نے اپنے خطاب میں

امام احمد رضا پر آغاز کار اور رفتار تحقیق پر روشنی ڈالی نیز آپ نے امام احمد رضا کی عبقری شخصیت کے متنوع پہلوؤں کو اجاگر کیا ۔ اس اجلاس میں کئی ہزار طلباء نے شرکت کی یہ اجلاس رات ۱۱بجے اختتام پذیر ہوا۔

علی گڑھ میں قیام کے دوران دور حاضر کے مشہور فلسفی اسکالر علامہ شبیر احمد غوری صاحب سے بھی ملاقات ہوئی موصوف آج کل امام احمد رضا کی زیج بہادر خانی کے حواشی پر کام کررہے ہیں ڈاکٹر صاحب سے گفتگو کے دوران فاضل اسکالر نے بتایا کہ امام احمد رضا خاں نے تحشیہ و تعلیقات کے لیے علم الہیأۃ کی دو عظیم الشان کتابوں کو منتخب فرمایا۔ قدیم تصانیف میں خواجہ نصیرالدین طوسی کے زیج ایلخانی (مقالہ دوم) اور متاخرین میں زیج بہادر خانی (جو مولانا غلام حسین جونپوری نے ۱۲۵۰ھ میں راجہ بہادر خاں کے نام موسوم کی تھی) آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ان حواشی میں امام احمد رضا نے ایسے نکات بیان فرمائے ہیں جو کسی دوسری جگہ نہیں ملتے۔

علی گڑھ میں ایک اور علمی شخصیت پروفیسر ڈاکٹر اقبال احمد انصاری ندوی (سابق صدر شیعہ سنی دینیات علی گڑھ یونیورسٹی) سے بھی ملاقات ہوئی انہوں نے گھر پر چائے کے لیے بھی مدعو کیا تھا۔ ڈاکٹر مسعود صاحب نے اثنائے گفتگو جب ان کی توجہ نزہتہ الخواطر جلد ۸ میں امام احمد رضا سے متعلق بعض غلط مندرجات کی طرف مبذول کرائی تو انہوں نے بڑی کشادہ دلی سے یہ پیش کش کی کہ غلطیوں کی نشاندہی کردی جائے۔ انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کردی جائے گی۔ آجکل مولانا ابوالحسن ندوی نے نزہتہ الخواطر پر نظر ثانی کا کام ان کے سپرد کیا ہوا ہے۔

علی گڑھ ہی میں پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین (سابق صدر شعبہ عربی مسلم علی گڑھ یونیورسٹی) سے بھی تفصیلی ملاقات ہوئی۔ ڈاکٹر مختار الدین صاحب نے بہت زیادہ اکرام فرمایا اپنے ساتھ یونیورسٹی لے گئے اور وہاں اساتذہ سے تعارف کروایا۔ ڈاکٹر صاحب نے وہاں آزاد لائبریری کا بھی دورہ کیا اور لائبریرین پروفیسر نورالحسن سے بھی ملاقات ہوئی جنھوں نے کئی نادر یادگار مخطوطات دکھائے۔ یہاں کم از کم ۱۰ ہزار مخطوطات کا عظیم سرمایہ موجود ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین آرزو نے جو خود ایک معروف عالمی شہرت یافتہ اسکالر ہیں اور امام احمد رضا کے ایک بہت ہی ذہین شاگرد و خلیفہ مولانا ظفرالدین قادری علیہ الرحمتہ کے بڑے صاحبزادے ہیں' ڈاکٹر صاحب کو اپنا کتب خانہ بھی دکھایا۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ ان کے پاس امام احمد رضا کا مشہور عربی قصیدہ "آمال الابرار و آلام اشرار" خود امام احمد رضا کے ہاتھ کا لکھا ہوا موجود ہے اس کے ساتھ ساتھ امام احمد رضا کے بہت سے مکتوب بھی آپ کے پاس موجود ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کے والد ماجد حضرت علامہ محمد ظفرالدین صاحب کی معرکتہ الآرا تصنیف "صحیح البہاری" کا قلمی نسخہ بھی موجود ہے یہ حدیث کی کتاب علامہ موصوف نے امام احمد رضا کی کتب سے تخریج کے ذریعہ حاصل کرکے ان کو ابواب کے لحاظ سے جمع کرکے ۶ مجلدات میں مرتب کیا اس کی دوسری جلد کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۹۲ء میں حیدر آباد (سندھ پاکستان) سے شائع ہوا ہے اس کتاب سے امام احمد رضا کے شاگرد کے مقام و مرتبہ کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ تو پھر امام کا کیا عالم ہوگا؟

علی گڑھ ہی میں ۲۸ نومبر کو روانگی سے قبل جناب ڈاکٹر حفیظ کاردار صاحب سے بھی ملاقات ہوئی جناب کے گھر ناشتہ بھی کیا اور اسی دوران کئی دانشوروں سے ان کے گھر ملاقات رہی۔

۲۸ نومبر کو دہلی واپسی ہوئی شام کو علامہ ارشد القادری صاحب کی طرف سے ان کے دولت کدہ پر عشائیہ ہوا جس میں امام احمد رضا سے تعلق رکھنے والے بکثرت محبین سے ملاقات ہوئی۔

یکم دسمبر کو بریلی شریف روانگی ہوئی اس سفر میں نواب ڈاکٹر مرزا فرید الدین بیگ صاحب رفیق سفر تھے شام کو بریلی پہنچ گئے جہاں کثیر تعداد میں لوگوں نے استقبال کیا۔ بریلی میں ڈاکٹر صاحب کا قیام محترم سرتاج حسین رضوی ایڈووکیٹ صاحب کے دولت کدہ پر رہا قیام کے دوران آپ کی موصوف اور ان کے اہل خانہ نے بہت خدمت و مدارات کی۔

ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے یکم دسمبر کی شام کو ہی آستانہ رضویہ پر حاضری دی۔ ڈاکٹر صاحب کی بریلی شریف تشریف آوری کا تفصیلی ذکر "ماہنامہ اعلیٰ حضرت" نے اپنے دسمبر ۱۹۹۲ء کے شمارہ میں کیا ہے۔

بریلی شریف میں ڈاکٹر صاحب نے سب سے پہلے سجادہ نشین آستانہ رضویہ حضرت علامہ محمد سبحان رضا خاں (سبحانی میاں) صاحب کے دولت کدہ پر حاضر ہوئے حضرت نے چائے سے تواضع فرمائی یہیں نواسہ مفتی اعظم ہند علامہ جمال رضا خاں سے بھی ملاقات ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب پھر نبیرہ اعلیٰ حضرت علامہ محمد منان رضا خان منانی میاں صاحب کی قیام گاہ بھی تشریف لے گئے جہاں کھانے کے ساتھ تواضع کی گئی بعد میں علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں کے دولت کدہ پر گئے مگر حضرت افریقہ کے دورے پر تھے ملاقات نہ ہو سکی۔ مگر یہاں علامہ مفتی عبدالرحیم بستوی صاحب اور عزیزی شہاب الدین رضوی نے مشروبات سے تواضع کی۔ رات میں سرتاج صاحب کی قیام گاہ پر ڈاکٹر صاحب سے ملنے جو علماء مشائخ اور اسکالر تشریف لائے ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

مفتی محمد عارف صاحب' پروفیسر ڈاکٹر وسیم بریلوی صاحب' پروفیسر محمود حسین بریلوی صاحب' جناب رئیس احمد صاحب' علامہ تحسین رضا صاحب' علامہ محمد حنیف رضوی صاحب' مولانا تطہیر احمد ناناپاروی صاحب' وغیرہم۔

۲دسمبر کو ڈاکٹر صاحب کے اعزاز میں علامہ محمد منان رضا خاں منانی صاحب نے جامعہ نوریہ رضویہ میں استقبالیہ دیا اس موقعہ پر مولانا محمد حنیف نوری رضوی صاحب نے جو سپاس نامہ پیش کیا اس کے الفاظ درج ذیل ہیں۔ یہ سپاس نامہ "ماہنامہ اشرفیہ" کے فروری ۱۹۹۳ء کے شمارہ میں شائع بھی ہوا ہے درج ذیل ہیں۔

سپاس نامہ

از ---- مولانا محمد حنیف نوری رضوی

۲دسمبر سنہ ۹۲ء کو جامعہ نوریہ رضویہ بریلی میں پروفیسر مسعود صاحب کی آمد پر پیش کردہ ہدیہ امتنان و تشکر۔

شیخ الجامعہ ناظم ادارہ' اساتذہ کرام' طلبہ اور جملہ حاضرین مجلس!

یہ مسرت خیز لمحات اور مبارک و مسعود دن ہمارے لیے سرمایہ افتخار اور ہماری خوش بختی کی تابندہ علامت اور واضح نشانی ہے کہ آج ہم یہاں جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف میں ایک ایسی باوقار ہستی کو استقبالیہ دینے' ہدیہ تشکر' خراج عقیدت اور اپنے تاثرات وجذبات پیش کرنے کے لیے جمع ہوئے جس نے امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی عبقری شخصیت اور ان کی علمی ودینی خدمات کو اجاگر کرنے اور ساری دنیا کے عوام وخواص بلکہ کالجوں اور یونیورسٹیوں تک پہنچانے میں اپنی تمام تر توانائیاں صرف کردی ہیں۔ تقریباً ۲۲سال سے جس نے علمی دنیا میں امام احمد رضا کے نام کا سکہ اپنوں اور غیروں کے قلوب واذہان پر جما رکھا ہے جن کی بدولت امام احمد رضا کا اسم گرامی ہندوپاک کی حدود سے نکل کر امریکہ' افریقہ' برطانیہ' سعودی عرب' ہالینڈ' مصر اور افغانستان کی یونیورسٹیوں میں پہنچ چکا ہے جہاں کثیر تعداد میں ریسرچ اسکالر پروفیسر وڈاکٹر امام وقت کی جلیل القدر شخصیت پر تحقیقی مقالے لکھنے میں مصروف عمل ہیں۔

امام احمد رضا کا ایک ایسا نادیدہ عاشق جس نے ان کا دیدار تو دور کی بات ہے ان کے وطن شہر بریلی شریف کو بھی پہلی مرتبہ دیکھا ہے جو آج امام عشق ومحبت کے نوک قلم سے نکلے ہوئے ہزارہا قلمی وتحقیقی' ادبی اور فنی مسائل کی اہم ضمانت وامانت بن کر رہ گیا ہے جسے آج دنیا ماہر رضویات کے نام سے جانتی وپہچانتی ہے جن کی تصانیف' مقالات' تالیفات تبصرے تقدیمات اور مکاتیب وپیغامات پڑھ کر اہل سنت کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں اور اغیار امام احمد رضا کے علم وفضل کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہتے۔ سچ ہے الفضل ما شہدت بہ الاعداء

میری مراد ہیں مسعود ملت' ماہر رضویات حضرت پروفیسر مسعود احمد صاحب زید مجدہم ومدظلہم کراچی' پاکستان' آج وہی شخصیت ہمارے درمیان جلوہ فگن اور ضوفشاں ہے جس کے دیدار سے ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک' جگر کو تازگی' قلوب کو سرور اور اذہان کو سکون واطمینان میسر ہے۔

ایک طرف بریلی شریف میں آستانہ رضویہ پر حاضری جہاں ان کے لیے سعادت ونیک بختی کا سرچشمہ ہے وہیں دوسری جانب دیار رضا کے ایک عظیم ادارے جامعہ نوریہ رضویہ میں ان کا ورود مسعود ہمارے لیے سعادت وفیروزمندی کا اہم ذریعہ ہے کیونکہ خود ان کی ذات سرتاپا مسعود ہے اور یہ بجائے خود اسم بامسمیٰ ہیں۔

ایک جانب یہ امام احمد رضا کے نادیدہ عاشق صادق ہیں تو دوسری جانب اسی عشق کی بدولت ملت اسلامیہ کے ہم جیسے بے شمار افراد مدتوں سے اپنے دلوں میں ان کی محبت والفت کے چراغ جلائے ان کے دیدار کے تمنائی اور آرزومند ہیں۔ اور کیوں نہ ہو کہ محبوب کا محب بھی محبوب ہوتا ہے جس کے دیدار سے قلب کو تسکین ہوتی ہے۔

امام احمد رضا قدس سرہ کی ذات اقدس سے ان کو کس قدر لگاؤ اور کتنا عمیق وگہراہ تعلق ہے اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ ۰ے۹ء سے لے کر اب تک ۲۲ سال کے دوران انہوں نے امام اہل سنت پر اتنا لکھا کہ پوری ایک جماعت مل کر بھی نہ لکھ سکی۔ امام ہمام کی حیات طیبہ اور ان کے کارناموں کے ان گوشوں کو عیاں کردیا جو کنزاً مخفیا" تھے اور امتداد زمانہ کی دبیز تہوں میں چھپ چکے تھے۔ اپنوں کی بے توجہی سے پردے پڑ چکے تھے اور اغیار کی چابکدستیاں' بے بنیاد الزامات کے ذریعہ جن کو صفحۂ ہستی سے مٹا کر ہمیشہ کے لیے دفن کردینا چاہتی تھیں خداوند قدوس کا ان پر یہ فضل وکرم ہے کہ اس نے اس عظیم کام کے لیے خاص طور پر ان کا انتخاب فرمایا اور یہ سعادت ان کے حصہ میں آئی۔

وقت کی قلت کے باعث تفصیل میں نہ جاکر آپ حضرات کے سامنے اجمالی خاکہ اس طرح پیش کررہا ہوں کہ امام احمد رضا پر اب تک اردو زبان میں باقاعدہ ۱۷ کتابیں لکھ چکے ہیں جو سب مطبوعہ ہیں۔ انگریزی زبان میں تقریباً ۱۰ تصانیف ہیں۔ اخبارات ورسائل میں ۴۵ سے زیادہ مضامین مختلف عناوین پر شائع ہوچکے ہیں۔ ۱۸ کتابوں پر امام احمد رضا سے متعلق تقدیمات شائع ہوچکی ہیں۔ ۴ کتابوں پر تبصرے اور ۷ کتابوں پر پیش لفظ لکھ چکے ہیں۔ یہ کل تعداد ایک سو ایک تک پہنچتی ہے۔ لیکن یہ تعداد آخری نہیں بلکہ اس نگار خانہ میں کچھ وہ جواہرپارے بھی ضرور ہوں گے جہاں تک میری معلومات کی رسائی نہیں ہوسکی ہے پھر یہ بھی ایک مسلم حقیقت ہے کہ کتنی وہ کتابیں ہیں جو آپ کی فرمائش وپیش کش پر دوسروں نے لکھی ہیں اور اب تک یہ سلسلہ جاری ہے خود آپکی وہ کتابیں جو غالبًا فی الحال زیر تدوین وزیر طبع ہیں ان میں "حیات امام احمد رضا خان بسیط" ایک اہم خصوصیت کی حامل ہوگی جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اس کے علاوہ تعارف رضویات 'گویا دبستاں کھل گیا' سرتاج الفقہا' وغیرہ آپ کے قلمی شاہکار منصہ شہود پر جلوہ گر ہونے والے ہیں' یا ہوچکے ہیں۔

آپ کی تحریک وتشویق پر پوری دنیا میں نہ جانے کتنے ادارے ہیں جو تعارف امام احمد رضا کے لیے حرکت میں آگئے ہیں۔ کتنی یونیورسٹیاں ہیں جہاں امام کی عبقری شخصیت پر باقاعدہ ریسرچ ہورہی ہے اور ہوچکی ہے ایسے اداروں کی تعداد بھی معمولی اور کم نہیں جہاں پروفیسرڈاکٹر حضرات اپنے طور پر امام کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ان کی شخصیت پر مختلف حیثیات سے تحقیقی مضامین ومقالے لکھ رہے ہیں اور لکھ چکے ہیں۔ ایسے تقریباً تمام اداروں سے مسعود ملت کے گہرے روابط ہیں اور اکثر اداروں کا تعارف کراتے ہوئے خود اس موضوع پر ایک کتاب "امام احمد رضا اور عالمی جامعات" کے نام سے مرتب کرکے شائع فرما چکے ہیں۔

یہ ہے آپ کے اجمالی تعارف کا خاکہ جس سے یہ بات اظہر من الشمس وابین من الامس ہوجاتی ہے کہ آپ کا وجود مسعود ملت اسلامیہ کی ایک عظیم امانت ہے اور امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کی جلیل القدر ہمہ گیر شخصیت کواپنوں کے حصار سے نکال کر اغیار کے سامنے پیش کردینا' دارالافتاء اورمدارس اسلامیہ کی چہاردیواری تک محدود نہ رکھ کر کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ان کے علوم جدیدہ وقدیمہ کا لوہا منوالینا مسعود ملت کی بامقصد زندگی کا محبوب ہدف ہے۔

اس پس منظر میں بلاشبہ مسعود ملت' ماہر رضویات حضرت پروفیسرڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب زید مجدہم کی بریلی شریف آمد نہایت معنی خیز اور خاص اہمیت کی حامل ہے۔ اگر ان کی تشریف آوری پر یہاں اپنے احساسات وجذبات کی ترجمانی اور اپنے خیالات کا اظہار نہ کیا جاتا تو بڑی ناسپاسی ہوتی۔ نیز یہ ان کی کرم فرمائی ونوازش اور خلوص ومحبت کی بین وواضح دلیل ہے کہ دیار رضا کے ایک عظیم ادارے جامعہ نوریہ رضویہ میں قدم رنجہ فرمایا اور جامعہ کے حسن انتظام کو بچشم خود ملاحظہ کیا۔ یہ ادارہ اہم

مقاصد کی تکمیل اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں نمایاں کردار ادا کرنے کے لیے معرض وجود میں آیا ہے جو مستقبل قریب میں انشاء المولی تعالیٰ مختلف حیثیات سے قابل قدر کارنامے انجام دے گا۔ یہ اپنے اندر اس وقت بھی کچھ خصوصیات لیے ہوئے ہے جس کا مختصر خاکہ اس طرح ہے۔

اس کے بانی تاج الاسلام، جانشین مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری دامت برکاتہم القدسیہ ہیں۔ اس کے شیخ الحدیث وصدر المدرسین، معتمد مفتی اعظم ہند، استاذ العلماء بقیۃ السلف، حجۃ الخلف نبیرہ استاذ زمن حضرت علامہ شاہ تحسین رضا خاں صاحب قبلہ مد ظلہم الاقدس ہیں جو یہاں اس وقت رونق بزم ہیں۔ جنکے تلامذہ کی تعداد ہزاروں تک جا پہنچی ہے اور ان میں سینکڑوں وہ ہیں جو عظیم مفکر، بے مثال مدرس، جلیل القدر مفتی، متبحر عالم اور مثالی خطیب ہیں اس لیے آج بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ یہ ادارہ اپنے اندر ایک ایسی ہستی رکھتا ہے جو صدہا اداروں کو میسر نہیں۔ ناظم اعلیٰ نبیرہ اعلیٰ حضرت خلیفہ مفتی اعظم ہند حضرت مولانا محمد منان رضا خاں صاحب قبلہ منانی میاں زید مجدہم ہیں جو خانوادہ رضا کے ایک اہم فرد اور عظیم شخصیت کے مالک ہیں جنہوں نے جامعہ کے فروغ واستحکام کی ذمہ داری پورے طور پر سنبھال رکھی ہے۔ اور مستقبل قریب میں ان کے عزائم نہایت بلند ہیں۔

اسٹاف میں دوسری شخصیت قابل ذکر فاضل جلیل عالم نبیل حضرت مولانا تطہیر احمد صاحب رضوی بریلوی زید مجدہم کی ہے جو ذی استعداد عالم اور کہنہ مشق مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ مشہور خطیب اور شعلہ بیان مقرر بھی ہیں اسی طرح دوسرے اساتذہ بھی اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے میں مصروف عمل ہیں مدرسین وملازمین کی کل تعداد ۱۴ ہے۔

آخر میں جملہ اراکین جامعہ، اساتذہ کرام اور طلبہ کی جانب سے مسعود ملت کی خدمت میں ہدیہ امتنان وتشکر پیش کر رہا ہوں کہ آپ نے جامعہ نوریہ رضویہ تشریف لاکر ہماری حوصلہ افزائی کی اور ہم پر کرم فرمایا رب قدیر مسعود ملت کا سایہ جماعت اہل سنت پر تادیر قائم رکھے۔

جامعہ نوریہ رضویہ کے استقبالیہ میں متعدد علماء اور بکثرت طلباء سے ملاقات ہوئی آپ نے اس موقعہ پر جن تاثرات کا اظہار فرمایا تھا وہ مندرجہ ذیل ہیں :-

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

فقیر ۶ جمادی الآخر ۱۴۱۳ھ مطابق ۲ دسمبر ۱۹۹۲ء کو جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف میں حاضر ہوا صدر المدرس حضرت علامہ تحسین رضا خاں زاد لطفہ شیخ الجامعہ علامہ محمد منان رضا خاں زاد عنایتہ۔ فاضل اساتذہ محترمی مولانا تطہیر احمد بریلوی اور مکرمی مولانا محمد حنیف خان صاحب رضوی زاد مجدہما دیگر اساتذہ اور عزیز طلباء سے مل کر بے حد خوشی ہوئی اور جامعہ نوریہ رضویہ کی عمارات اور زمین دیکھ کر دلی مسرت ہوئی۔

اس میں شک نہیں جامعہ نوریہ حضرت مفتی اعظم ہند قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز کے خواب کی تعبیر ہے۔ امید ہے کہ مستقبل قریب میں یہ درس گاہ ایک عظیم علمی مرکز ہوگی۔ بریلی شریف میں ایسے علمی مرکز کی ضرورت تھی الحمد للہ حضرت علامہ مولانا محمد منان رضا خاں زاد لطفہ کی مساعی جمیلہ سے یہ ضرورت پوری ہو رہی ہے۔ فقیر کی تمنا ہے کہ جامعہ نوریہ رضویہ کے طلباء دوسرے مدارس عربیہ کے طلباء کے لیے ایک مثالی نمونہ ہوں او عالم اسلام میں علم وفن کی روشنیاں پھیلائیں۔ آمین

فقیر کی خواہش ہے کہ جامعہ نوریہ میں ایک شعبہ مخطوطات قائم کیا جائے جہاں امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ کے ان مخطوطات کے عکس یکجا کیے جائیں جو اس وقت مختلف حضرات کے پاس بریلی شریف میں موجود ہیں۔ اس طرح امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ پر کام کرنے والے محققین آسانی سے استفادہ کر سکیں گے۔

یہ بھی خواہش ہے کہ جامعہ نوریہ رضویہ کے لائق اساتذہ امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ کے ایسے رسائل وفتاوی کے خلاصے کتابوں کی شکل میں شائع فرمائیں جس کی جدید مسلم معاشرے کو اشد ضرورت ہے۔

فقیر کی یہ بھی خواہش ہے کہ جامعہ کے فاضل اساتذہ اور مختلف ناشرین علوم مشترکہ طور پر محنت کرکے ایک ایسی کتاب تیار کریں جس میں جامعیت کے ساتھ امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ کے پیغام اور افکار وخیالات کے تمام پہلوؤں کو سمیٹا گیا ہو۔ یہ عالم اسلام کے لیے ایک رہنما دستور العمل بن جائے اور اس طرح امت مسلمہ کو ایک مرکز پر جمع کرلیا جائے۔ یہ دیکھ کر نہایت خوشی ہوئی کہ طلبا کو علم ودانش کے ساتھ ساتھ ہنر کی بھی تعلیم دی جارہی ہے' جدید دور میں طلباء کے دلوں میں ہنر کی اہمیت اور عظمت کو جاگزیں کرنا ضروری ہے۔ فقیر کی دعا ہے کہ جامعہ نوریہ رضویہ ترقی کی منازل طے کرتا رہے اور فاضل جلیل علامہ اختر رضا خاں ازہری مد ظلہ العالی شیخ الجامعہ علامہ محمد منان رضا خاں زاد عنایتہ' اور محترم حضرت علامہ تحسین رضا خاں زاد لطفہ کی سرپرستی اور رہنمائی میں ایک ایسا منارہ نور بن جائے جس کی روشنی سے ملت مسلمہ کے دل ودماغ روشن ہوجائیں۔ آمین ثم آمین۔"

ڈاکٹر صاحب نے استقبالیہ سے فراغت کے بعد امام احمد رضا کے والد ماجد مولانا مفتی محمد نقی علی خاں بریلوی اور جد امجد حضرت مولانا مفتی رضا علی خاں بریلوی علیہما الرحمتہ کے مزارات پر بھی حاضری دی اور فاتحہ پڑھی۔ دوپہر کو محلہ سوداگراں ہی میں کھانے کی دعوت ہوئی اور اسی روز دو جلیل القدر شخصیات' علامہ محمد احمد مصباحی اور علامہ عبدالمبین نعمانی زید مجدھما جو دور دراز کا سفر طے کرکے ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کے لیے مبارک پور سے بریلی شریف پہنچے تھے' کی ڈاکٹر صاحب کے ساتھ نشست رہی اور پھر دیر تک علمی گفتگو جاری رہی۔

۲ دسمبر کی رات کو جناب سعید احمد سعید بریلوی (والد ماجد پروفیسر محمود حسین بریلوی) کے گھر پر عشائیہ ہوا کئی علمی شخصیات سے ملاقات ہوئی عشائیہ کے بعد جناب رئیس احمد صاحب کے ہاں شاندار چائے سے تواضع ہوئی ساتھ ہی الامان سوسائٹی بریلی شریف کے ارکان سے ملاقات بھی ہوئی۔

۳ دسمبر علی الصبح ایک جوان صالح محمد ابراہیم تشریف لائے جنہوں نے لرزتے کانپتے اپنی محبت کا اظہار معانقہ کے ساتھ ساتھ آنکھیں اور پیشانی چوم کر کیا اور پھر کافی دیر بیٹھے رہے اور اسی محبت سے رخصت ہوئے' اسی صبح مولانا محمد علیم صاحب سے بھی ملاقات ہوئی اس کے بعد نواسہ مفتی اعظم مولانا جمال رضا خاں صاحب کے ہاں ناشتے کے لیے تشریف لے گئے۔ دیر تک ناشتے کے بعد علمی گفتگو ہوئی یہاں سے فارغ ہوکر مفتی محمد عارف صاحب کے ہمراہ امام احمد رضا کے قائم کردہ قدیم دارالعلوم منظر اسلام (بریلی) کا معائنہ کیا اسی دوران علماء' مدرسین اور طلباء سے دیر تک ملاقات رہی اس موقعہ پر ڈاکٹر صاحب نے جن تاثرات کا اظہار کیا وہ مندرجہ ذیل ہیں۔ (یہ تاثرات ماہنامہ اعلیٰ حضرت شمارہ فروری ۱۹۹۳ء میں شائع بھی ہوچکے ہیں۔)

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

فقیر ۷ جمادی الآخر ۱۴۱۳ھ مطابق ۲ دسمبر ۱۹۹۲ء کو صبح ۱۰ بجے شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد عارف زید لطفہ کی معیت میں دارالعلوم منظر اسلام (بریلی شریف) حاضر ہوا اور اساتذہ طلباء سے ملاقات کرکے دلی مسرت ہوئی۔

یہ دارالعلوم اہل سنت کی آنکھ کا تارا اور دل کی ٹھنڈک ہے اس کے مہتمم حضرت مفسر اعظم علیہ الرحمتہ کے پوتے محترمی حضرت علامہ سبحان رضا خاں سبحانی میاں ہیں۔ اس دارالعلوم سے بڑی یادیں وابستہ ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ احمد رضا خاں رضی اللہ عنہ نے اس کی بنیاد رکھی اور اس کے پہلے مہتمم ہوئے آپ نے اس میں درس بھی دیا اور درس کی شان یہ تھی کہ درس حدیث کے وقت پچاس سے زائد کتب حدیث مطالعہ میں رہتیں۔ آپ کے تلامذہ آسمان علم پر آفتاب وماہتاب بن کر چمکے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رضی اللہ عنہ کی حیات ہی میں حجتہ الاسلام علیہ الرحمتہ اس کے مہتمم ہوئے۔ سنیت کے احیاء میں اس دارالعلوم نے اہم خدمات انجام دیں اور اس کا فیض نہ صرف ہندوستان بلکہ دوسرے ممالک میں بھی پھیلا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ آج بھی یہ دارالعلوم قائم ہے اور فیض رساں ہے دارالعلوم کے ساتھ ہی آستانہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رضی

اللہ عنہ اور مسجد رضا ہے۔ دارالعلوم دومنزلہ ہے اور اس کی بالائی منزل سے مسجد و آستانہ کا منظر بہت دل ربا معلوم ہوتا ہے۔ دارالعلوم میں دارالاقامہ بھی ہے۔ تقریباً ڈھائی سو طلباء اس وقت زیر تعلیم ہیں ۔ فقیر حاضر ہوا اساتذہ درس وتدریس میں مصروف تھے مولا تعالٰی دارالعلوم کے علمی فیض کو جاری وساری رکھے آمین۔ حضرت شیخ الحدیث علامہ محمد عارف زید لطفہ کا فقیر تہہ دل سے ممنون ہے ان کے اخلاق کریمانہ اور عنایات خسروانہ نے اپنا گرویدہ بنالیا ہے مولائے کریم حضرت ممدوح کو اجر عظیم عطا فرمائے اور ان کا ظل ہمایونی قائم دائم رکھے آمین۔"

دارالعلوم منظر اسلام کا تفصیلی دورہ کرنے کے بعد ڈاکٹر صاحب ہندوستان کے قدیم ترین کالج "بریلی کالج" تشریف لے گئے جہاں آٹھ ہزار سے زائد طلباء پڑھتے ہیں۔ کالج میں ڈاکٹر بی پی سنگھ پرنسپل بریلی کالج، پروفیسر وسیم بریلوی، پروفیسر محمود حسین بریلوی اور پروفیسر ڈاکٹر نظام حسین خاں نظامی وغیرہ سے ملاقاتیں ہوئیں۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کے ساتھ دوران گفتگو ڈاکٹر نواب نظام حسین خان صاحب نے بتایا کہ جب وہ روہیلکھنڈ یونیورسٹی کے اردو نصاب کمیٹی کے کنوینر تھے تو کمیٹی کے اجلاس میں ایم اے (اردو) کا نصاب از سرنو ترتیب دیا گیا اور اردو کے پرچہ اول میں حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی اور مولانا حسن رضا خاں صاحب بریلوی کی نعتیں نصاب میں شامل کی گئیں اس کے ساتھ ساتھ پرچہ ہفتم جو کسی ایک مصنف، شاعر کے خصوصی مطالعہ کا پرچہ ہوتا ہے اس میں دیگر مصنفین کے علاوہ امام احمد رضا خاں کا نام پہلی دفعہ بریلی کالج کے اردو نصاب میں شامل کیا گیا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر وسیم بریلوی جو بریلی کالج میں اردو شعبہ کے سربراہ ہیں انہوں نے ڈاکٹر مسعود صاحب کو دوران گفتگو بتایا کہ ان کے زیر نگرانی مولانا عبدالنعیم عزیزی صاحب "اردو نعت اور مولانا احمد رضا کی نعت گوئی" کے عنوان پر اور جناب مختار احمد صاحب مولانا احمد رضا کے نثری کارناموں کے عنوان پر پی ایچ ڈی کے مقالات تیار کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر نواب نظام حسین صاحب نے اس بات کا بھی انکشاف کیا کہ ان کے زیر نگرانی ہی جناب سید مجیب الرضا صاحب "مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفٰی رضا خاں کی شخصیت اور فن" نیز امام احمد رضا کے والد ماجد مولانا نقی علی خاں کی حیات وادبی کارناموں پر تحقیقی کام کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے شعبہ اردو بریلی کالج کے اساتذہ سے ملاقات کے بعد پروفیسر ڈاکٹر وسیم بریلوی کے اصرار پر طلباء سے خطاب بھی کیا اور امام احمد رضا بریلوی کی عبقری شخصیت کو اجاگر کیا ڈاکٹر صاحب وسیم بریلوی صاحب کے پاس سے فارغ ہو کر شعبہ عربی کے انچارج پروفیسر محمود بریلوی کے دفتر تشرف لے گئے۔ پروفیسر محمود حسین نے کالج کا دورہ کروایا اور چائے سے تواضع بھی کی۔ پروفیسر محمود حسین صاحب نے ڈاکٹر صاحب کو اپنا ایم فل کا مقالہ بھی دکھایا جو انہوں نے علی گڑھ یونیورسٹی سے حاصل کیا مقالہ کا عنوان ہے "امام احمد رضا کے عربی آثار" اس کے علاوہ دیگر قیمتی مخطوطات بھی دکھائے۔

۳ دسمبر کی دوپہر کو ڈاکٹر قیصر صاحب کے گھر دعوت ہوئی یہاں ڈاکٹر وسیم بریلوی صاحب سے ایک دفعہ پھر ملاقات ہوئی۔ یہاں مفتی محمد اعظم صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم مظہر اسلام بریلی سے بھی ملاقات ہوئی اور دیر تک علمی گفتگو ہوئی آپ نے اپنے مطبوعہ فتاویٰ بھی پیش کیے۔

۳ دسمبر کی شام کی چائے پر ڈاکٹر صاحب مفتی محمد عارف صاحب کے گھر مدعو تھے اور عشائیہ علامہ محمد منان رضا خاں منانی کی قیام گاہ پر تھا یہاں خاندان اعلیٰ حضرت کے کئی لوگوں سے ملاقات ہوئی چلتے وقت سرتاج حسین صاحب نے دیگر تحائف کے ساتھ ساتھ ایک علمی تحفہ بھی دیا۔ یہ تحریک ندوۃ العلماء سے متعلق قدیم اخبارات کے مضامین کا مکمل عکسی فائل ہے جو ایک نادر فائل ہے۔

۳، دسمبر کی رات کو نبیرہ اعلیٰ حضرت مولانا خالد علی خاں سے بھی ان کے دولت کدہ پر ملاقات ہوئی بڑی ۔ ۔ سے پیش آئے۔ چائے سے تواضع کی۔ اثنائے گفتگو میں فرمایا کہ اب فقیر کے پاس اعلیٰ حضرت کا کوئی مخطوطہ نہیں ہے جو تھے سب دے دیئے اگرچہ

آپ کے پاس مخطوطات کا ایک بڑا ذخیرہ موجود تھا ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے مرحوم صدر سید ریاست علی قادری صاحب آپ ہی کے پاس سے کچھ مخطوطات لائے تھے جو ان کو بعد میں واپس بھی کردیئے گئے لیکن اب آپ کے پاس کچھ نہیں ہے۔

ڈاکٹر صاحب یہاں سے فارغ ہو کر شاہ نیاز احمد بریلوی علیہ الرحمۃ کی درگاہ پر فاتحہ خوانی کے لیے حاضر ہوئے۔

۴ دسمبر کو دہلی کے لیے روانہ ہوئے۔ دہلی میں قیام کے دوران ۶ دسمبر کو بابری مسجد کی شہادت کا المناک واقعہ پیش آیا اور پھر دہلی میں مسلسل کرفیو لگ گیا جس کے بعد حالات ناگفتہ بہ ہوگئے اور بقیہ دن گھر میں بیٹھ کر ہی گزارے کہیں آجا نہ سکے اور حسب پروگرام ۱۱ دسمبر کو دہلی سے کراچی کے لیے روانہ ہوئے اور رات کو کراچی پہنچ گئے۔

ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ سفر ہندوستان میں علماء، مشائخ اور جوانان اہل سنت نے جس والہانہ پن اور عقیدت و محبت کا اظہار کیا اس کو بیان کرنے کے لیے ایک دفتر چاہیے۔

ڈاکٹر صاحب کو دہلی میں قیام کے دوران ۷ دسمبر ۱۹۹۲ء کو ایک گمنام خط جو کسی دل جلے اور دردمند مسلمان کا معلوم ہوتا ہے ملا۔ جس میں مسلمانان عالم خصوصاً پاکستان اور یہاں کے حکمرانوں کے ضمیر کو جھنجوڑا گیا ہے اور برصغیر جنوبی ہند میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی تکمیل کے لیے پاکستان کی ذمہ داریوں اور حصول پاکستان کے مقاصد کی طرف بڑی دلسوزی سے توجہ دلائی گئی ہے۔

"خراج عقیدت"

امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی رحلت کے موقع پر آپ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا مفتی غلام جان قادری ہزاروی علیہ الرحمۃ نے مندرجہ ذیل تعزیتی اشعار فی البدیہہ کہے تھے جو قارئین کرام کی نذر ہیں)

کسے را نیست چارہ بردن جاں
زدست مرگ چہ از انس و ازجاں
زعالم کرد رحلت فاضل دھر
مجدد موئری احمد رضا خاں
زشب تاریک ترشد روز روشن
وزآں رو در لحد شد شمس پنہاں
بتدریس و بادشا دو بازکار
ہمیشہ بود شاغل درہمہ آں
یتیمان و مساکیں را نوازش
زیادہ داشت شفقت بر غریباں
بعلم و حال وقال او متصف بود
فصاحت دا شتے مانند سحباں

چو بربست از جہاں رحلت سفر را
باستقبا لش آمد حورو غلماں
گزشتہ بوداز صفر المظفر
چوبست و پنج بروز جمعہ خوش آں
چوارکان شریعت را اتم کرد
ازیں دار فنا برچید درماں
منور شد رخش لاریب فیہ
رواں شد سوئے عقبیٰ شادو خنداں
ہزار وسہ صدو چہل ست ہجری
بجنت روح قدمش کرد طیراں
غلامش گفت تاریخ وصالش
منم گفتہ کہ شمشیر علم داں
ملائک گفت تاریخ وصل گو
منم گفتہ کہ شمشیر علم داں

Advertising is knowing how to conduct.

The more orchestrated the sound the higher the quality.

Marketing tools and advertising techniques are like instruments in an orchestra. A virtuoso conductor makes all his orchestra play together - just as the best advertising agency relies on teamwork and techniques to make products sell.

With Best Compliments from

(سابق چیئرمین 'ادبیات اکیڈمی پاکستان پروفیسر پریشان خٹک)

"امام احمد رضا بریلوی برصغیر میں اسلامی فکر کے ارتقاء کی ایک اہم کڑی کو مکمل کرتے ہیں اور ان سے استفادہ کئے بغیر عہد حاضر میں اسلامی تعلیمات کی تفسیر و توجیہ کرنا اتنا آسان نہیں ہے۔"

Dr. Mohammod Rashid ullah Qazi

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی، دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی اللہ بھی قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

(علامہ اقبال)

پاسبانِ ملت

اقبال احمد اختر القادری

جب کہ ہندوستان پر انگریز قابض تھا اس وقت ہندوستان میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو کہ بظاہر تو مسلمان تھے لیکن ان کے عزائم بھی وہی تھے جو کہ انگریز کے تھے ---------- یعنی مسلمانوں کے قلوب سے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع کو گل کر دیا جائے تا کہ مسلمان گمراہ ہو جائیں اور اپنی اصل راہ کو بھول جائیں ---------- انگریز نے اپنے اس پروگرام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اپنے ایجنٹوں کی بے حد مالی مدد کی ----------

چنانچہ ان ایجنٹوں نے اپنے انگریز آقا کے اشارے پر ہندوستان کے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنا شروع کر دیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرنے پر لوگوں کو اکسانے لگے ---------- اپنی تقاریر اور لٹریچر کے ذریعے لوگوں کو بہکانے لگے ---------- ایسے میں سادہ لوح مسلمانوں کے گمراہ ہونے کا خطرہ یقینی تھا ----------

ایسے میں ایک ایسی ہستی کی ضرورت تھی جو اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرنے والوں کا محاسبہ کرتی ---------- ایک ایسے مجاہد کی ضرورت تھی جو تلوار و خنجر کے بجائے اپنے وعظ و تقریر اور تحریر سے جہاد کر سکے ---------- جو کہ بے کس مسلمانوں کو شرک و بدعت کے طوفان سے نکال کر کنارے پر باحفاظت پہنچا سکے ----------

چنانچہ رب کائنات کا سرزمین ہند پر خاص کرم ہوا ----------

پھر جو غریبوں کے غمخوار، مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے سبز سبز نورانی پیارے گنبد خضراء تلے مدینے شریف میں ایک کروٹ لی تو اس نور مجسم کی کرن ہندوستان کی تاریکیوں میں بریلی شہر میں امام احمد رضا کی شکل میں نمودار ہوئی اور پھر اس کرن نے برصغیر کی تاریکیوں کو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع سے روشن و منور کر دیا ----------

امام احمد رضا نے ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ ر ۱۴ جون ۱۸۵۶ء بوقت ظہر اس دنیائے فانی کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا ---------- چار سال کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ ختم فرمایا چھ برس کی عمر میں ماہ ربیع الاول شریف میں عید میلاد النبی شریف کے موضوع پر ایک بہت بڑے مجمع سے خطاب فرمایا ----------

صرف ونحو کی ابتدائی کتب مولانا غلام قادر بیگ سے پڑھیں پھر تمام علوم وفنون اپنے والد ماجد سے گھر پر ہی حاصل کئے اور صرف تیرہ برس دس ماہ پانچ دن کی عمر میں جمیع علوم دینیہ کی تکمیل فرما کر ۱۲۸۶ھ ر ۱۸۶۹ء میں سند فراغت حاصل کی اور دستار فضیلت زیب سر فرمائی نیز اسی روز سب سے پہلا فتویٰ تحریر فرمایا ----------

امام احمد رضا کو علوم درسیہ کے علاوہ علوم جدیدہ وقدیمہ پر بھی مکمل دسترس حاصل تھی ---------- حیرت کی بات تو یہ ہے کہ ان میں بعض علوم ایسے ہیں جن میں کسی استاد کی رہنمائی حاصل کئے بغیر اپنی خداداد صلاحیت و ذہانت سے کمال حاصل کیا ---------- ایسے تمام علوم وفنون جن میں امام احمد رضا کو کمال حاصل تھا جدید تحقیق کے مطابق تقریباً" اکہتر (۷۱) ہے جن کی تفصیل راقم کی کتاب "نادرزمن ہستی" میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے ---------- ان میں کئی علوم ایسے ہیں کہ دور جدید کے ماہرین علوم نے ان کے نام تک نہ سنے ہوں گے ----------

علوم ظاہری سے سرفراز ہونے کے بعد "علوم باطنی" سے فیضیاب ہونے کے لئے امام احمد رضا اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خان کے ساتھ ۱۲۹۴ھ ر ۱۸۷۷ء میں ہندوستان کے عظیم روحانی مرکز "خانقاہ عالیہ برکاتیہ" مارہرہ شریف حاضر ہوئے اور قطب زماں

حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی رحمتہ اللہ علیہ کے ارادت مندوں میں شامل ہوگئے ---------

امام احمد رضا عقائدوافکار میں متقدمین اور سلف و صالحین کے پیرو تھے --------- انہوں نے اپنے دور میں سیاست و مذہب میں تجدید و احیاء کرکے پاسبانیٔ ملت کے اہم فرائض انجام دیئے --------- غالباً" اسی لئے بعض علماء عرب و عجم نے ان کو مجدد کہا ---------

امام احمد رضا ہر کلمہ گو کو مسلمان قرار دیتے تھے مگروہ روح اسلام کو اس کے قول و عمل میں جیتا جاگتا دیکھنا چاہتے تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ تاریخ کے تہذیبی و تمدنی عمل کے پیش نظروہ اس حد تک چھوٹ دیتے تھے جس حد تک قول و عمل شریعت سے متصادم نہ ہوں --------- وہ ہراس شخص کو جو دین میں نئی نئی باتیں داخل کرتا ہے بدعتی قرار دیتے تھے --------- اور ہر اس شخص کا تعاقب کرتے جو ان کی نظر میں تجدید کے بہانے بے راہ روی اختیار کرتا تھا۔

امام احمد رضانے معاشرے کی خلاف شرع عادات اور رسوم پر تنقید کی اور اس طرح تجدید و اصلاح کی ذمہ داری پوری کی --------- اسلامی معاشرے کے بعض لوگ فرائض و سنن کو چھوڑ کر مستحبات و مباحات کے پیچھے لگے رہتے ہیں --------- امام احمد رضا کی نظرمیں ایسے لوگوں کی نیکیاں مردود ہیں(اعزالاکتنانی ردصدقتہ مانع الزکوۃ ص ۱۰)---------

بعض لوگ شریعت و طریقت کو الگ الگ خانوں میں تقسیم کرتے ہیں --------- امام احمد رضا اس تقسیم کا سختی سے رد کرتے ہیں اور طریقت کو عین شریعت قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں ---------

"شریعت کے سوا سب راہوں کو قرآن عظیم باطل و مردود فرماچکا ہے"

(مقالہ العرفاء باعزاز شروع وعلماء ص ۷)

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے اور مشہور ہے کہ جس کا کوئی پیر یا مرشد نہیں --------- اس کا پیر ابلیس ر شیطان ہے --------- امام احمد رضا اس خیال کو رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں ---------

انجام کار دستگاری .... کے واسطے صرف نبی کو مرشد جاننا بس ہے۔"

(السنیتہ الانیقہ فی فتاویٰ افریقہ ص ۱۲۴)

امام احمد رضا بیعت و مریدی کے خلاف بھی نہیں بلکہ اصلاح باطن کے لئے اس کو مفید قرار دیتے ہیں (ایضاً" ص ۱۴۱) خود امام احمد رضا ۱۲۹۴ھ ر ۱۸۷۷ء میں حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی کے مرید ہوئے اور اجازت و خلافت حاصل کی --------- آپ کو ۱۳ سلاسل طریقت میں اجازت حاصل تھی جس کا ذکر "الاجازۃ الرضویہ لمبجل مکتہ البہیتہ" میں موجود ہے ------

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ سادہ لوح مسلمان بزرگوں کے مزارات پر جاکر سجدے کرتے ہیں --------- امام احمد رضا نے غیر اللہ کے لئے سجدہ عبادت کو کفرو شرک اور سجدہ تعظیمی کو حرام قرار دیا ہے --------- چنانچہ فرماتے ہیں ---------

"سجدہ ---------' حضرت عزت عزوجلال کے سوا کسی کے لئے نہیں' اس کے غیر کو سجدہ عبادت تو یقیناً" اجماعاً" شرک مہین و کفر مبین اور سجدہ تحیت حرام وگناہ کبیرہ بالیقین"

(الزبدۃ الزکیہ لتحریم سجود التحیۃ' ص ۵)

آج کل تعلیم یافتہ گھرانوں میں تصویریں لگانے اور مجسمے سجانے کا عام رواج پڑ گیا ہے --------- بعض لوگ تبرکا" براق --------- "حضور غوث پاک" اور دیگر بزرگوں کی فرضی حقیقی تصاویر بھی لگاتے ہیں --------- امام احمد رضا نے اس کی سختی سے ممانعت کی ہے --------- تصویر کے عدم جواز پر آپ نے ایک مستقل رسالہ "العطایا القدیر فی حکمہ التصویر" بھی تحریر فرمایا۔

مسلمانوں میں فاتحہ' سوم' چہلم اور برسی کا عام رواج ہے امام احمد رضا اس کی روح کو جائز قرار دیتے ہیں لیکن اس میں غیر ضروری لوازمات کو بے اصل قرار دیتے ہیں --------- وہ تعین یوم کو آسانی کے لئے جائز سمجھتے ہیں مگر اس تصور کو غلط خیال کرتے ہیں کہ متعین ایام میں زیادہ ثواب ملتا ہے --------- وہ میت کی فاتحہ و ایصال ثواب میں غرباء کو فوقیت دیتے ہیں اور اس کے سخت خلاف ہیں کہ امیروں اور برادری کے لوگوں کو بلا کر انہیں اہتمام سے کھانا کھلایا جائے ---------

دور جدید کی بدعات میں عورتوں کا بے حجابانہ گھومنا پھرنا' زیارت قبور کے لئے مزارات پر جانا اور نامحرم پیروں کو محرم جان کر ان کے سامنے بے پردہ آنا جانا عام ہے امام احمد رضا ان بدعات کی مخالفت کرتے ہیں ------ وہ قبروں پر چراغ' لوبان اور اگربتی جلانے کو مال کا اسراف اور اضاعت مال قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میت صالح کو خوشبو کی کوئی حاجت نہیں وہ اگربتی اور لوبان سے غنی ہے۔ قبر پر چراغ جلانا صرف اس صورت میں جائز قرار دیتے ہیں کہ قبر مسجد میں ہو اور سرراہ ہو کہ چراغ سے نمازیوں اور مسافروں کو فائدہ پہنچے گا -------- امام احمد رضا کے نزدیک جو کام دینی فائدے اور جائز دینوی نفع دونوں سے خالی ہو وہ عبث وبیکار ہے اور عبث خود مکروہ ہے اور اس میں مال صرف کرنا اسراف اور اسراف حرام ہے --------

(احکام شریعت ص ۳۸)

امام احمد رضا آلات موسیقی کے ساتھ قوالیوں کو ناجائز فرماتے ہیں حتیٰ کہ ایسے اعراس و محافل جہاں مزامیر کے ساتھ قوالی کا اہتمام ہو شرکت کی ممانعت فرماتے ہیں وہ اعراس کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں مگر شرعی قیود کا خیال بے حد ضروری ہے -------- امام احمد رضا نے ہر مرحلے پر ملت اسلامیہ کو اسراف سے روکا ہے -------- اسراف جس نے ملت کی اقتصادی حالت تباہ کردی -------- وہ بدعات کو مذہب و معاشرت دونوں کے لئے مضر سمجھتے ہیں -------- اس کی وجہ سے انسان میں نیکی کی طرف رغبت کی صلاحیت نہیں رہتی -------- امام احمد رضا ایک جگہ فرماتے ہیں

"قلب جب تک صاف ہے خیر کی طرف بلاتا ہے اور معاذ اللہ معاصی اور خصوصاً" کثرت بدعات سے اندھا کردیا جاتا ہے اب اس میں حق کو دیکھنے' سمجھنے' غور کرنے کی قابلیت نہیں رہتی مگر ابھی حق سننے کی استعداد باقی رہتی ہے --------"

(الملفوظ حصہ سوئم ص ۵۴)

امام احمد رضا نے نہ صرف معاشرے کی اصلاح کی بلکہ سیاست میں بھی اہم کردار ادا کیا -------- آپ کے افکار سے میدان سیاست کے شہسواروں نے فیض حاصل کیا --------

آپ نے سب سے پہلے ۱۸۹۳ء اور ۱۹۰۰ء میں پٹنہ کے آل انڈیا مسلم کانفرنس کے اجلاس میں اس وقت دو قومی نظریہ کا پرچار کیا جب قائد اعظم اور ڈاکٹر اقبال بھی متحدہ قومیت کے حامی تھے -------- چنانچہ پاکستان کے مشہور صحافی و ادیب اور سیاستداں مولانا کوثر نیازی صاحب اپنے مشہور اخباری کالم "مشاہدات و تاثرات" میں لکھتے ہیں کہ --------

"انہوں نے متحدہ قومیت کے خلاف اس وقت آواز اٹھائی جب ڈاکٹر اقبال اور قائد اعظم بھی اس کی زلف گرہ گیر کے اسیر تھے -------- دیکھا جائے تو "دو قومی نظریہ" کے عقیدے میں امام احمد رضا مقتدا ہیں اور یہ دونوں حضرات مقتدی -------- پاکستان کی تحریک کو کبھی فروغ نہ حاصل ہوتا اگر امام احمد رضا سالوں پہلے مسلمانوں کو ہندوؤں کی چالوں سے باخبر نہ کرتے --------"

(روزنامہ جنگ راولپنڈی ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۰ء)

امام احمد رضا کے سیاسی افکار کو سمجھنے کے لئے آپ کی درج ذیل تصانیف کا مطالعہ ضروری ہے۔

۱- انفس الفکر فی قربان البقر
۲- اعلام الاعلام بان ہندوستان دار الاسلام
۳- تدبیر فلاح و نجات و اصلاح
۴- دوام العیش فی آئمتہ من القریش
۵- المحجتہ المؤتھنہ فی آیتہ الممتحنہ
۶- الطاری الداری لھفوات عبد الباری

امام احمد رضا فقاہت و سیاست کے علاوہ ادب و شاعری میں بھی کمال رکھتے تھے -------- حضور تاجدار مدینہ سرور قلب و سینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شعراء کرام نے اپنی اپنی حسن نیت اور توفیق الٰہی کے باعث "سلام" کا ھدیہ عقیدت پیش کیا ہے مگر امام احمد رضا کے سلام کو ایسا قبول عام نصیب ہوا کہ ایک صدی گذر جانے کے باوجود آج بھی برصغیر اور بلاد اسلام میں فضائیں اس کی والہانہ آواز سے گونج رہی ہیں۔

مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

(وفاقی وزیر دفاع، سید غوث علی شاہ)

"امام احمد رضا کی شخصیت روشنی کا ایسا مینارہ ہے جس نے اتھاہ تاریکی اور انتہائی مایوسی کے دور میں مسلمانان ہند کی رہنمائی اپنے علم و عمل کے ذریعے فرمائی۔"

○

امام احمد رضا
اور علماء بھرچونڈی شریف

پروفیسر مجید اللہ قادری (جامعہ کراچی)

امام احمد رضا خاں محدث بریلوی عالم اسلام کی اس بلند و بالا شخصیت کا نام ہے جو ۵۴ سال عالم اسلام کا مرکز رہی اور آج بھی ان کی قلمی رشحات مرجع خاص و عام ہیں۔ آپ شب و روز ۲۲ گھنٹے امت مسلمہ کی خدمت میں مصروف رہتے اور ان کے مسائل حل کرتے۔ درحقیقت آپ قرآن مجید فرقان حمید کی اس آیت کریمہ کے مصداق تھے:۔

فسئلوآ اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون○ (النحل)

تو اے لوگوں علم والوں سے پوچھواگر تمہیں علم نہیں○

(کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن)

امام احمد رضا کے پاس ایک وقت میں سینکڑوں استفتاء آتے تھے۔ آپ ان سب کا جواب خود تحریر فرماتے یا اپنے شاگرد کو املا کروادیتے۔ بعض دفعہ ایک ہی وقت میں ۴ مختلف شاگردوں کو مختلف استفتاء کے جواب لکھواتے۔ جواب لکھواتے وقت کبھی آپ کے سامنے کوئی کتاب موجود نہ ہوتی۔ آپ کا حافظہ حیرت انگیز تھا جو قرون اولیٰ کی یاد دلاتا ہے۔ کتاب کو دیکھے بغیر مطلوبہ عبارت اور صفحہ تک لکھوادیا کرتے تھے۔

امام احمد رضا کیونکہ مرجع خلائق تھے اس لئے دنیا کے کونے کونے اور ہندوستان کے گوشے گوشے سے خطوط اور استفتا آتے مثلاً پنجاب، سندھ، بلوچستان، سرحد، گلگت، کشمیر، بھوٹان، نیپال، بنگال، برما، رنگون، سیلون، چین، افغانستان، افریقہ، بغداد، شام، جدہ، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ وغیرہ وغیرہ۔ یہ خطوط اور استفتاء نہ صرف فقہ بلکہ مختلف علوم و فنون سے متعلق ہوتے تھے کیونکہ آپ ۷۰ سے زیادہ علوم و فنون میں مہارت رکھتے تھے۔ خاص کر اس دور کے معاشی، معاشرتی، سیاسی، اقتصادی، سائنسی، تجارتی، عدالتی، تعلیمی مسائل و حالات سے متعلق سوالات کئے جاتے، ہر شعبۂ زندگی سے متعلق سوالات آتے اور آپ ان کا مفصل اور مدلل جواب عنایت فرماتے۔ سوال کرنے والوں میں ہر طبقے کے لوگ شامل ہوتے مثلاً علماء، فقہا، محدثین، مشائخ، وکلاء، سائنسدان، سیاستدان، اساتذہ، طلباء، تجارت پیشہ افراد وغیرہ یعنی ہر علم اور ہر سطح والا آپ ہی کی طرف رجوع کرتا نظر آتا ہے۔

امام احمد رضا کے دور میں بیسیوں فتنے اٹھے، مجدد وقت نے ہر فتنے کا اپنی سیف قلم سے مقابلہ کیا اور حق کو ہمیشہ بلند رکھا۔ آپ فتویٰ دیتے وقت شریعت کے حکم کو سامنے رکھتے، دنیاوی مصلحت کو خاطر میں نہیں لاتے، خوب غور و فکر کے بعد فتویٰ دیتے یہی وجہ ہے کہ زندگی میں کوئی فتویٰ واپس لینے کی نوبت نہ آئی۔ شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال نے صحیح کہا ہے

”وہ بے حد ذہین اور باریک بین عالم دین تھے۔ فقہی بصیرت میں ان کا مقام بہت بلند تھا۔ ان کے فتاوی کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کس قدر اعلیٰ اجتہادی صلاحیتوں سے بہرہ ور اور ہند کے کیسے نابغہ روزگار فقیہ تھے“

(مقالات یوم رضا حصہ سوم ص ۱۰)

چودھویں صدی ہجری کے آغاز میں ایک بہت اہم مسئلہ برصغیر میں زیر بحث آیا کہ انگریز کے تسلط کے باجود ہندوستان دارالاسلام ہے یا دارالحرب۔ اہلسنت کے علماء امام احمد رضا کی تقلید کرتے ہوئے ہندوستان کو دارالاسلام قرار دے چکے تھے جب کہ بعض علماء ہندوستان کو دارالحرب قرار دے رہے تھے۔

تحریک ہجرت کا ایک سیاسی پس منظر ہے۔ ماضی میں سیاستدانوں نے اپنے مقاصد کے لئے مختلف تحریکوں کو مذہبی رنگ دے کر علماء کا استحصال کیا ہے یہ ایک خونچکاں داستان ہے سیاست دانوں کو اپنے مقاصد اور عزائم کے علاوہ عوام اور خواص کسی سے محبت نہیں ہوتی، تحریک ہجرت کو مذہبی رنگ دیا گیا اور یہ نہ دیکھا گیا کہ اگر بے دست و پا مسلمان، اپنے گھر بار، زمین، جائداد، کاروبار، ملازمت چھوڑ کر افغانستان جائیں گے تو ہندوستان میں ان کی دیکھ بھال کون کرے گا، وہ تو برباد ہوجائیں گے۔ بے شک جو گئے برباد ہو کر آئے۔ امام احمد رضا نے پہلے ہی اس خطرناک اور

المناک انجام سے خبردار کردیا تھا لیکن مشہور یہ کیا گیا کہ وہ انگریزوں کے خیر خواہ ہیں جب کہ وہ اپنی نفرت کا اظہار اور احتجاج کا اظہار انگریز حکومت کے پوسٹل اسٹیمپ کو جس پر بادشاہ یا ملکہ کی تصویر ہوتی لفافہ پر الٹا لگا کر کرتے۔ یہ دراصل سفید جھوٹ یا صریح بہتان ہے جس پر پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے اپنے تحقیقی مقالے "گناہ بے گناہی" میں تفصیل سے جائزہ لیا ہے اس کتاب کا انگریزی ترجمہ "ABASELESS BLAME" بھی شائع ہوچکا ہے۔ الزام تراشیاں دور جدید کے سیاستدانوں کا موثر حربہ اور ہتیار ہے جس سے وہ نیک سے نیک انسانوں کی کردار کشی کرتے ہیں اور اپنی آخرت کو خراب کرتے ہیں۔

امام احمد رضا نے اس فتنہ کے دفع میں ۱۳۰۶ھ میں ایک مفصل فتویٰ جاری کیا اور رسالے کا نام "اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام" رکھا۔ اس رسالے میں تفصیل سے ہجرت نہ کرنے کے سلسلے میں تنبیہہ کی گئی ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ ہندوستان میں چونکہ مسلمانوں کو تمام بنیادی شعائر کی آزادی حاصل ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی بتائی ہوئی تینوں شرائط پائی جاتی ہیں اور اس لئے ہندوستان دارالاسلام ہی ہے اور ہرگز یہاں سے ہجرت کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

برصغیر کے اکثر علاقوں سے یہی فتویٰ جاری ہوا۔ سندھ میں بھی اس وقت کے اکثر علماء نے اس موقف کی حمایت کی تھی لیکن چند معروف دیوبندی علماء مثلاً" مولوی عبید اللہ سندھی، مولوی تاج محمود امروٹی وغیرھا کی ایما پر سندھ کو دارالحرب قرار دے رہے تھے جس کی وجہ سے سندھ میں بھی دیگر علاقوں کی طرح ایک خلفشار پیدا ہوگیا۔ اور یہ سوال کیا جانے لگا کے مسلمان یہاں سے ہجرت کریں یا اس کے خلاف مزاحمت کریں۔ سندھ میں اس وقت بہت سی خانقاہیں موجود تھیں اور ان کا موقف بھی یہی تھا کہ سندھ دارالاسلام ہی ہے۔ اس سلسلے میں خانقاہ بھرچونڈ شریف، ڈھرکی (سکھر) کے علماء نے امام احمد رضا کی طرف رجوع کیا کیونکہ آپ کی ذات اس وقت مرکزی حیثیت رکھتی تھی۔ چنانچہ خانقاہ بھر چونڈ شریف کے اول سجادہ نشین شیخ الثانی حافظ محمد عبداللہ قادری ملقب بہ ہادی گمراہان (و ۱۲۸۳ھ رم ۱۳۴۶ھ) نے ۱۳۳۸ھ میں ایک استفتاء امام احمد رضا کو بریلی شریف روانہ کیا اور آپ سے رہنمائی حاصل کی۔ اس استفتاء اور فتویٰ کی نقل یہاں پیش کی جارہی ہے یہ فارسی زبان میں ہے اس فتویٰ سے اس بات کی نشاندہی بھی ہوتی ہے کہ دیگر علاقوں کی طرح سندھ کی علمی زبان بھی فارسی تھی۔

نقل فتویٰ

مسئلہ :۔ واقع دربار عالیہ بھرچونڈی شریف اسٹیشن ڈھرکی ضلع سکھر (سندھ) مسئولہ عاکف حافظ فقیر عبداللہ قادری ۲۸ ذی القعدہ ۳۸ھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخدمت تاج الفقہا سراج العلماء المدققین حامی السنتہ والدین غیاث الاسلام والمسلمین مجدد مأۃ حاضر جناب شاہ احمد رضا خاں صاحب قادری بعد الوف الوف تسلیمات مع التکریمات بصد آداب واضح برائے عالی باد کہ مسئلہ ہجرت معروفہ معلومہ کہ درہند و سندھ کہ بتمام جوش و خروش علماء وقت بفرضیت او قائل شدہ اند واعظہ دینیہ و زاہد و جاہد بعام و خاص بمجالس مخصوصہ بشدت و حدت تمام دریں بارہ گشتہ اند بجدیکہ از اکثر علماء وقت مقال بدیں منوال رفتہ کہ ہر آنانکہ ہجرت نکنند یا قائل بفرضیت او نشوند خارج از ایمان اند و زنان برایشاں حرام گردند آیا آن مفتی الزماں دریں مسئلہ کہ منزلتہ الاقوام است چہ است چہ فرمایند بدلائل قاطعہ و براہین ساطعہ دریں باب چہ تحریر دارند براہ نوازش و عنایت بترسیم حقیقت مسئلہ حق مسئولہ بہ جواب سرفراز فرمایند کہ مادر فرضیت واستجابیت ایں ہجرت سخت مترددو متشکک و مضطرب حال مذبذب باہم تاکید مزید۔

الجواب:۔ بحمد اللہ تعالیٰ ہندو سندھ تاحال دارالاسلام است کما حققناہ فی رسالتنا اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام جمعہ و عیدین و اذان و اقامہ و غیرہا بکثرت شعار اسلامیہ جاری ست و شہرے کہ دارالاسلام بودتا رشتہ از اشتہاء اسلام برجاست ہمچناں دارالاسلام ست کہ اسلام غالب ست و مغلوب نتواں شد واللہ الحجتہ البالغہ درجامع الفصولین ست مابقی شئی من احکام دارالاسلام تبقی دارالاسلام علی ماعرف ان الحکمہ اذا ثبت بعلتہ

فی بقی شئی من العلتہ یبقی الحکم ببقائہ ھکذا ذکر شیخ الاسلام ابو بکر فی شرح سیر الاصل و در فصول عمادی ست دار الاسلام لا تصیر دار الحرب اذا بقی شئی من احکام الاسلام وان زال غلبتہ اھل الاسلام امام ناصر الدین فرماید مابقیت علقتہ من علائق الاسلام یترجح جانب الاسلام و در شرح نقایہ است ان الدار محکومتہ بدار الاسلام ببقاء حکم واحد فیھا کما فی العمادی وغیرہا و ہجرت از دار الحرب فرض است نہ از دار الاسلام قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لاھجرۃ بعد الفتح رواہ الشیخان۔ ہجرت خاصہ کہ بر شخصے خاص بوجہ خاص لازم بد چیزے دیگر ست وآواز محلہ بمحلہ بلکہ از خانہ بخانہ دیگر توان شد والیھا الاشارۃ فی حدیث من فرّ بدینہ الحدیث واما ہجرت عامہ نباشد مگر از دار الحرب وادعائے فرضیتش از دار الاسلام باطل محض ست واصلے ندارد وتفوہ بتکفیر منکر فرضیت غلو فی الدین ست و تکفیر تارک ازاں ہم بالاں ضلال مبین ست مگر آنا نتر سند از احادیث کثیرہ ناطقہ بآنکہ اکفار مسلم کفر ست قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ایما امرء قال لاخیہ کافر فقد باء بھا احدھما فان کان کمال قال والا رجعت علیہ رواہ مسلم والترمذی عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما موجب ہجرت اگر تسلط نصاری است اونہ از امروز ست صد سال بیش می گزرد اینہاں وآباء اینان تاحال اقامت داشتند وبزعم خود بترک ہجرت تخم کدام حکم کاشتند و اگر چیزے ست کہ درممالک دیگر ناشی شدہ پس ایں حکم عجیبے ست کہ حادثے بملکے رود و ہجرت از ملک دیگر واجب شود نسئل اللہ العفو والعافیتہ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ ج ۱۰ ص ۵۷۹)

شیخ الثانی حافظ محمد عبد اللہ قادری اس زمانے میں سندھ میں ایک ممتاز عالم دین کی حیثیت رکھتے تھے۔ آپ خانقاہ بھرچونڈ شریف کے بانی حافظ محمد صدیق علیہ الرحمہ (المتوفی ۱۳۰۸ھ) کے سگے بھتیجے اور اول سجادہ نشین تھے آپ کی تعلیمی تربیت بھی آپ کے پیرو مرشد حافظ محمد صدیق علیہ الرحمہ نے کی تھی اور آپ کو کم عمری میں ہی تقویٰ کا اعلیٰ نمونہ بنادیا تھا۔ جب شیخ الثانی نے سجادگی سنبھالی تو اس وقت آپ کی عمر صرف ۲۵ برس کی تھی مگر جس حسن و خوبی سے نظام جماعت اور دستور خانقاہی کو سنبھالا اور سجادگی کے تقاضے پورے کئے وہ اپنی مثال آپ ہیں۔

(تذکرہ مشائخ بھرچونڈ شریف ص ۷۶)

حضرت حافظ محمد عبد اللہ قادری اگرچہ خود اس بات کے قائل تھے کہ مسلمان یہاں سے ہجرت نہ کریں اس کے علاوہ دوسرے علماء سندھ بھی اسی موقف پر قائم تھے لیکن حافظ صاحب نے مزید تائید اور حمایت کے لئیے امام احمد رضا کی طرف رجوع کیا تاکہ کسی قسم کا تذبذب باقی نہ رہے کیونکہ بہت سے معروف علماء سندھ مثلاً" عبید اللہ سندھی، تاج محمود امروٹی (م ۱۹۲۱ء) اور غلام محمد دین پوری (م ۱۳۵۴ھ) جو آپ کی خانقاہ کے مرید اور شاگرد بھی تھے بغاوت کرکے دیو بندی علماء کا ساتھ دیتے ہوئے ہندوستان کو دار الحرب قرار دے رہے تھے اور دیگر تحریکوں کی طرح یہ علماء اس تحریک میں بھی کانگریسی علماء کا ساتھ دے رہے تھے۔ شیخ الثانی کو جب اعلیٰ حضرت کی بھرپور تائید حاصل ہوگئی تو آپ پہلے سے زیادہ قوت کے ساتھ اپنے موقف پر ڈٹے رہے اور سندھ کے مسلمانوں کو بے حال و بے یارومددگار ہونے سے بچالیا کیونکہ امام احمد رضا نے استفتاء کے جواب میں ہجرت کرجانے سے جو نقصانات ہوتے اس کی نشاندہی فرماتے ہوئے شریعت کا حکم نافذ فرمایا ۔۔۔۔ مثلاً" اگر ہجرت کی جائے گی تو (۱) مساجد اور مزارات کی بے حرمتی ہوگی (۲) عورتیں بچے اور ضعیف لوگ غلام بنا لئے جائیں گے (۳) ہجرت کا التزام ہی حرام ہے (۴) اس کو فرض کہنا حرام ہے (۵) پھر حرام کو حلال جاننا بدرجہ اتم حرام (۶) اس عمل کی کہ ہجرت کی جائے اس کی مخالفت کرنے والے کو کافر کہنا اس سے سخت تر حرام وغیرہ وغیرہ۔

یہاں اعلیٰ حضرت کے جواب کا اردو ترجمہ لکھا جارہا ہے تاکہ قارئین پوری دلچسپی کے ساتھ تاریخی پس منظر کو سمجھ سکیں:۔

ترجمہ

الجواب:۔ ہندو سندھ دار الاسلام ہیں اور دار الاسلام سے ہجرت نہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ھجرۃ بعد الفتح جامع الفصولین میں ہے مابقئی شیئی من احکام دار الاسلام تبقی دار الاسلام علی من عرف ان الحکم اذا ثبت بعلتہ فمابقی شیئی من

العلته یبقی الحکم ببقائه ہکذا ذکر شیخ الاسلام ابو بکر فی شرح سیرالاصل - ہجرت خاصہ خاص اشخاص سکونت بغیر دارالاسلام بوجوہ خاصہ ہوسکتی ہے۔ اور وہ کبھی واجب ہوتی ہے اور ایک محلے سے دوسرے محلہ بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں چلے جانے سے حاصل ہوجاتی ہے۔ مثلاً" اس مکان میں کوئی شخص اقامت فرائض نہ کرسکتا ہو تو اس پر واجب ہے کہ دوسرے مکان میں چلا جائے جس میں اقامت ممکن ہو۔ علی ہذا القیاس محلہ پھر شہر پھر ملک اور کبھی حرام ہوتی ہے جیسے اقامت فرائض ممکن ہو اور یہ اپنے ضعیف ماں باپ یا بیوی بچوں کو چھوڑ کر چلا جائے کہ وہ ضائع ہوجائیں یا یہ اعلم اہل بلد ہو اور مسلمانوں کو اس کے علم کی طرف حاجت ہو ایسے کو اپنے شہر سے طویل سفر کی بھی اجازت نہیں ہجرت در کنار ہکذا فی البزازیہ والدرالمختار اور کبھی مباح ہوتی ہے۔ جب کہ نہ موجب ہو اور نہ مانع مگر ہجرت عامہ کہ سب ترک وطن کر کے چلے جائیں دارالاسلام سے ہر گز واجب نہیں ہوسکتی بفرض باطل' گر مباح ہوتی۔ جب بھی علم ہر اسی کا التزام شریعت پر زیادت اور دین پر غلو ہو گا۔ طلب فقہ تو فرض ہے اس کے لئے رب عزو جل نے فرمایا وماکان المومنون ینفروا کافتہ فلولا نفر من کل فرقتہ طائفتہ لیتفقہوا الایہ یہ تو نہیں ہوسکتا کہ سب مسلمان طلب علم میں نکلیں کیوں نہو کہ ہر گروہ میں سے کچھ لوگ فقہ حاصل کرنے جائیں۔ حالانکہ اس میں دارالاسلام والوں کو کسی ملک سے باہر جانا نہ تھا۔ بلکہ ایک بستی سے دوسری بستی میں اور نہ ہمیشہ کے لئے بلکہ چندروزہ سفر۔

جب طلب فرض کے لئے مولٰی عزوجل نے فرمایا یہ نہیں ہوسکتا تو ایک مباح کے لئے دارالاسلام کا سابقہ ملک چھوڑ کر سب کا چلا جانا کیونکر ممکن ہو اور یہ تو شرعاً" مباح بھی نہیں' وہ ملک جس میں کثیر حصہ کافروں کا ہے اگر وہاں کے سب مسلمان ہجرت کرجائیں تو ان کی مساجد پامال کفار ہوں گی قبور مسلمین اور مزارات اولیاء کرام بول و براز کے لئے رہ جائیں گے عورت بچے ضعیف مریض جو جونجا سکیں گے دستبرد کفار میں ہوں گے۔ اور جو مباح ایسے امور کو مستلزم ہو مباح نہیں بلکہ حرام ہے پھر اسے فرض کہنا حرام کو نہ صرف حلال بلکہ فرض بتانا ہے اور اس کے منکر فرضیت کو کافر کہنا اسی سے سخت تر بے ادبی اور صرف تارک کو کافر کہنا شدید تر ضلال و ناپاکی۔

لاتغلوا فی الدین کما غلت الیہود والنصاری نسأ اللہ العفو والعافیتہ واللہ تعالٰی اعلم

نشان مہر

فقیر عبدالمصطفٰی

احمد رضا قادری

بریلی شریف

(تذکرہ مشائخ بھرچونڈ شریف ص ۱۱۸-۱۱۹)

شیخ الثانی حافظ محمد عبداللہ قادری علیہ الرحمہ نے اپنے استفتاء میں امام احمد رضا علیہ رحمہ کو جن القاب سے یاد کیا ہے وہ اس بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ امام احمد رضا کو عالم اسلام میں ایک ممتاز حیثیت حاصل ہے چنانچہ حافظ عبداللہ قادری علیہ الرحمہ نے امام احمد رضا کے لئے "تاج الفقہا" "سراج العلما" "غیاث الاسلام" جیسے القاب استعمال کئے بزرگ عالم شیخ ہدایت اللہ بن محمود بن سعید السندی البکری ۱۳۳۰ھ میں مدینہ منورہ میں امام احمد رضا کی معروف عربی کتاب "الدولتہ المکیہ بالمادة الغیبیہ" پر تقریظ لکھتے وقت امام احمد رضا کو "مجدد المأة الحاضرة" تسلیم کرچکے تھے لیکن دو مرتبہ مدینہ منورہ ہجرت کرگئے تھے۔ حافظ صاحب اندرون سندھ کے پہلے عالم دین ہیں جنھوں نے امام احمد رضا کو ۱۳۳۸ھ میں تحریری طور سے مجدد تسلیم کیا اس سے پہلے ۱۳۳۷ھ میں کراچی شہر کے ایک معروف فقیر منش بزرگ اور عالم دین شیخ طریقت الشاہ غلام رسول القادری ابن علامہ علم الدین قادری (المتوفی ۱۹۷۱ء) نے ایک استفتاء میں امام احمد رضا کو مجدد دین و ملت کہہ کر خطاب کیا ہے۔ آپ نے امام احمد رضا کو ان القاب سے یاد کیا ہے۔

"جناب تقدس مآب' مجمع مکارم اخلاق' منبع محاسن اشفاق' سراپا اخلاق نبوی مظہر اسرار مصطفوی' سلطان العلماء اھل السنتہ

' برہان الفضلاء الملتہ' قدوۃ شیوخ الزماں' مولنا المخدوم بحرالعلوم' اعلیٰ حضرت امام الشریعت و الطریقت مجدد مائۃ حاضرۃ' متع اللہ المسلمین بطول بقائھم و درمت علی روئس المسترشدین فیوضاتکم و برکاتکم۔

(فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۷۴۵ مطبوعہ کراچی)

علماء بھرچونڈ شریف سے اور بھی کئی استفتاء امام احمد رضا کو ارسال کئے گئے ان مستفتیوں میں سید سردار شاہ صاحب' مولانا خلیفہ خدا بخش ڈھرکی اور شکار پور تعلق رکھنے والے مولانا محمد محسن عاشق علی ہاشمی قابل ذکر ہیں۔ یہاں ان کے مختصر حالات اور امام احمد رضا سے ان کی مراسلت کا ذکر کیا جارہا ہے۔

(ا) سید سردار شاہ

مولانا سید سردار احمد شاہ ابن حضرت پیر سید محمد جعفر شاہ (۱۳۰۲ھ/ ۱۸۸۵ء) میں گڑھی اختیار خاں میں پیدا ہوئے آپ کا سلسلہ نسب حضرت عثمان سروندی المعروف لال شہباز قلندر تک پہنچتا ہے۔ تکمیل علوم کے بعد غوث وقت حضرت مولانا حافظ محمد عبداللہ قادری (بھرچونڈ شریف) کے دست مبارک پر بیعت ہوئے اور جلد ہی خلافت سے نوازے گئے۔ آپ کو عربی' فارسی' سندھی' سرائیکی' اردو' زبانوں پر یکساں قدرت حاصل تھی۔ اپنے دور کے نادار اور قادر الکلام شاعر بھی تھے۔ آپ کا مجموعہ کلام عربی' فارسی' سندھی' سرائیکی زبانوں پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ بھی چند رسائل یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ نے ۱۳۵۱ھ/ ۱۹۹۳۱ء میں وصال فرمایا۔

(تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۱۵۸)

مولانا سردار احمد شاہ کو اعلیٰ حضرت سے بڑی عقیدت تھی اور آپ کا کلام حدائق بخشش آپ کی زبان پر جاری رہتا یہاں تک کہ زندگی کے آخری لمحات میں شب وصال اپنے صاحبزادے مولانا سید مغفور القادری (المتوفی ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء) سے کہا مجھے نعت سناؤ چنانچہ صاحبزادے نے اعلیٰ حضرت کی یہ نعت

پل سے اتارو راہ گذر کو خبر نہ ہو
جبرئیل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو

پڑھنا شروع کی تو یکایک اٹھ بیٹھے اور فرمانے لگے

"یہ درد اس درد کا غلام ہے جب وہ درد آجاتا ہے تو جسمانی درد رخصت ہوجاتا ہے راہ طلب میں مالکوں کو جو سوز اور درد عطا کیا جاتا ہے' جسمانی درد کی اس کے سامنے کچھ حقیقت نہیں رکھتا جب وہ اپنا اثر کرتا ہے تو مادی دنیا کے تمام وسائل و اسباب یک قلم رخصت ہوجاتے ہیں"

(تذکرہ مشائیخ بھرچونڈ شریف ص ۲۱۹)

مولانا سردار احمد نے جو استفتاء امام احمد رضا کی خدمت میں ارسال کیا ہے یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

مسئلہ: سکھر اسٹیشن ڈھرکی ڈاک خانہ خیرپور ڈھرکی خاص دربار معلے قادریہ بھرچونڈی شریف از طرف۔ ابوالنصر فقیر سردار شاہ ۱۷ جمادی الآخر ۱۳۳۳ھ تولکم رحمکم اللہ تعالی۔ شخصے بمین حیات پدر خود بلا رضامندی و شمولیت وے نکاح خواہر صغیرہ بمعاوضہ بازو بجائے کردہ پدرش بعد خبر یافتن انکار کرد۔ وبعد چند مدت راضی شدہ بازو معاوضہ را در نکاح پسر خود گرفت وباز انکار کرد۔ آیا از انکار اول نکاح باطل شد یا نہ۔ محض اقبال بعد انکار تجدید ایجاب و قبول فائدہ دارد یانہ۔ بینوا توجروا

الجواب:۔ نکاح نابالغہ کہ برادرش بے اجازت پدر کرد نکاح فضولی بود بر اجازت پدر موقوف چوں پدر بلاستماع خبر انکار کرد فورا" باطل شد وباطل راعود نیست باز راضی شدن پدر بکار نیا بدتا از سر نو ایجاب و قبول پیش شہود نہ کنند در درمختار ست بلغھا فردت ثم قالت رضیت لم یجز لبطلانہ بالرد در ردالمحتار ست لان نفاذ التزویج کان موقوفا علی الاجازۃ وقد بطل بالرد در بحر الرائق ست الاجازۃ شی طھا قیام العقد واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ رضویہ جلد ۵ حصہ سوم ص ۹۹ مطبوعہ کراچی)

مولانا خدا بخش (ڈھرکی)

آپ کے تفصیلی حالات میسر نہ ہوسکے البتہ کچھ عرصے قبل جب موجودہ سجادہ نشین بھرچونڈ شریف پیر عبدالخالق (ولد پیر عبدالحلیم المتوفی ۱۳۹۴ھ ابن پیر عبدالرحیم شہید المتوفی ۱۳۹۲ھ ابن شیخ ثالث پیر عبدالرحمٰن المتوفی ۱۳۸۰ھ ابن شیخ الثانی حافظ عبداللہ قادری علیہ الرحمہ راقم الحروف کے گھر تشریف لائے تو فرمایا کہ مولانا خدا بخش پیر شیخ الثانی حافظ عبد اللہ قادری کے اجل

خلفا میں تھے اور اکثر آپ کی خدمت میں ہی رہتے تھے۔

مولانا خدا بخش ڈھرکی کی بھی امام احمد رضا محدث بریلوی سے مراسلت تھی اور آپ بھی وقتاً فوقتاً مسائل حل کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں استفتا ارسال کرتے۔ یہاں ایک فتویٰ کی نقل پیش کی جارہی ہے۔

مسئلہ: ضلع سکھر سندھ، ڈاکخانہ ڈھرکی، مقام بھرچونڈ شریف، درگاہ عالیہ سلسلہ قادریہ، مسئولہ خدا بخش صاحب ۲۳ رمضان المبارک چہارشنبہ ۱۳۳۹ھ

بخدمت عظامی منزلت شمس الشریعت حضرت مولانا صاحب سلمہ ربہٗ۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ انگریزی قانون کے مطابق جو شخص پانچ برس متواتر اپنی غیر آباد زمین کا محصول (یعنی خراج) نہیں دیتا، وہ زمین اس کی ملک سے نکل کر گورنمنٹ کی ہوجاتی ہے، کہ بعد ۱۰ برس گزرنے کے بغیر رضامندی شخص مذکور کے دوسرے کو دے دیتے ہیں، آیا زمین مذکور بالا بموجب شرع شریف مالک کی ملک سے نکل کر گورنمنٹی بنتی ہے یا نہیں، اور اس زمین کا لینا درست ہے یا نہیں، اگر کسی نے خریدی ہو تو واپس دے یا نہیں، اگر دے تو خرچ اس زمین پر کیا ہے، اس سے واپس لے یا نہیں، نیز یہ کہ مشتری مالک کو دے جب بھی گورنمنٹ اس کو نہیں، بغیر درخواست کے اور درخواست سبب مفلسی کے وہ نہیں دیتا۔ بینوا توجروا۔

الجواب: شریعت میں اس وجہ سے زمین ملک مالک سے نہیں نکل سکتی، اس کا خریدنا ناجائز ہوگا اور خریدلی تو مالک کو واپس دینا واجب ہوگا، اور جو قیمت وغیرہ دینے میں خرچ ہو وہ مالک سے واپس نہیں لے سکتا لا نہ ھو المضیع لمالہ اس پر حکم شرعی یہی ہے بجالائے اگرچہ اس کے کرنے کو گورنمنٹ تسلیم نہ کرے، اس کا الزام اس پر نہ ہوگا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۳۱۴ مطبوعہ کراچی)

مولانا محمد محسن علی ہاشمی

مولانا محمد محسن علی ہاشمی سندھ کے چوٹی کے علماء میں سے تھے کوشش کے باوجود آپ کے حالات میسر نہ ہوسکے۔ البتہ مولانا عبدالغفور صاحب نے اپنی تالیف عبادالرحمٰن تذکرہ مشائخ بھرچونڈ شریف میں آپ کا ذکر کیا ہے جس کو جہاں نقل کیا جارہا ہے:۔

"سندھ میں اس تحریک کا مرکز زیادہ تر مولانا تاج محمود امروٹی کی مساعی سے قرار پایا۔ اس وقت دیوبندی مکتبہ فکر کے علماء سندھ کو دارالحرب قرار دے کر ہجرت کرنا اور جب اور ضروری مشتہر کیا۔ ہمارے حضرت شیخ الثانی قدس سرہ نے سندھ کے مشہور اور متبحر علماء اور بیرونِ سندھ سے فتوے منگوا کر خانقاہوں میں خوب نشرو اشاعت کی۔ سندھ کے لوگ جو عموماً خانقاہوں اور مشائخ کرام سے وابستہ ہیں۔ انھوں نے اس فتویٰ کے تحت سندھ کو دارالحرب تسلیم کرنے سے انکار کردیا اور نقل مکانی کے نقصانات سے بچ گئے لیکن وہ لوگ جو علماء ناعاقبت اندیشوں کے دام عبا میں پھنس گئے بری طرح نقصان مایۂ و شماتت ہمسایہ کا شکار ہوئے۔ اس زمانے میں سندھ کے چوٹی کے علماء میں سے مخدوم سید محسن علی شاہ ساکن پٹ میاں صاحب علاقہ شکار پور سندھ کا شمار ہوتا تھا بلاشبہ علمی دنیا میں آپ مخصوص مقام کے مالک تھے، کا لکھا ہوا فتویٰ بعینہٖ موجود ہے جس میں آپ نے سندھ کو دارالاسلام قرار دیا

(تذکرہ مشائخ بھرچونڈ شریف ص ۱۱۴-۱۱۷)

مولانا محمد محسن علی ہاشمی نے ۱۳۳۵ھ میں ایک استفتاء بزبان فارسی ارسال کیا جس کا جواب امام احمد رضا نے عربی میں دیا اس کی نقل پیش کی جارہی ہے۔

مسئولہ محمد علی ہاشمی ۸ شوال ۱۳۳۵ھ

چہ می فرمایند علمائے عظام دریں مسئلہ کہ مذبوح فوق العقدہ حلال است یا حرام؟

الجواب: قال صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الذکاۃ ما بین اللبتہ واللحیین، ولا شک ان ما فوق العقدۃ مما یلیھا بین المحلین و کلام التحفتہ والکافی وغیر ھما یدل علی ان الحلق یستعمل فی العنق کما فی ابن عابدین فتحریر العلامتہ عندی ما افادہ فی ردالمحتار، اذ قال والتحریر للمقام ان یقال بالذبح فوق العقدۃ حصل قطع ثلثۃ من العروق، فالحق ما قالہ شراح الھدایتہ تبعا للرستغفنی، والا فالحق خلافہ اذلم یوجد شرط الحل باتفاق اھل المذھب، ویظھر ذلک بالمشاھدۃ او سئوال اھل الخبرۃ فاغتنم ھذا المقال ودع عنک

الجدال۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۳۲۰)

علمائے بھرچونڈی شریف ڈھرکی (سکھر) کے علاوہ سندھ کے دیگر علاقوں سے بھی علماء نے امام احمد رضا علیہ الرحمہ سے استفادہ کیا ہے لیکن ان میں اکثر کا تعلق کراچی سے ہے **مثلاً** "مولانا سید ابراہیم گیلانی' مولانا احمد صدیقی' مولانا عبد الرحیم بیگ' مولانا عبدالرحیم مکرانی' سید کریم شاہ' مولوی احمد صدیقی نقشبندی' علامہ عبدالکریم درس وغیرھم۔

علامہ عبد الکریم درس اور مولانا عبداللہ درس کے قلمی روابط امام احمد رضا سے قائم تھے

اور جب دوسری دفعہ حج (۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء) سے واپسی پر امام احمد رضا مختصر قیام کے لیے کراچی میں رکے تو آپ ہی کے دولت خانے پر قیام کیا جس سے قلبی اور قلمی رابطہ اور قوی ہوگیا۔ علامہ عبدالکریم درس' جد امجد مولانا اکبر درسی و مولانا اصغر درس نے امام احمد رضا کے وصال پر جو مادہ تاریخ اخذ کیا تھا وہ مندرجہ ذیل ہے "مقبول حق احمد رضا" ۱۳۴۰ھ (معارف رضا ۱۹۸۳ء)

مولانا اصغر درس کے بیان کے مطابق امام احمد رضا کے کئی قلمی فتوے' خطوط اور رسائل ان کے پاس محفوظ ہیں امید ہے کہ وہ کسی وقت اس تاریخی سرمایہ کو منظر عام پر لا کر علم کی یہ امانتیں اہل علم کے سپرد کریں گے اور امام احمد رضا اور اپنے آبائے کرام کے قرض سے سبکدوش ہوں گے۔

اعلیٰ حضرت کی سجادہ نشین دیوا شریف سے ملاقات

۴ جمادی الاول ۱۳۳۰ھ یوم چہار شنبہ (بدھ) کو حضرت مولانا سید شاہ محمد ابراہیم صاحب وارثی قادری حنفی سجادہ نشین دیوا شریف بغرض ملاقات اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد ماۃ حاضرۃ موید ملت طاہرہ جناب مولانا مولوی قاری حاجی شاہ محمد احمد رضا خان صاحب حنفی سنی قادری بریلوی مدظلہم بریلی تشریف لے گئے تھے۔ چونکہ حضرت سجادہ نشین صاحب قبلہ رامپور تشریف رکھتے ہیں اس لئے آپ نے مناسب جانا کہ ایسے عدیم المثال فاضل کی ملاقات سے محروم نہ رہیں آپ تشریف لے گئے' راقم دبدبہ سکندری مع عزیز جان میاں۔۔۔۔۔ معین خان صاحب صابری سلمہ اللہ تعالیٰ سید صاحب قبلہ کے ہمراہ تھا۔ بریلی اسٹیشن پر جناب سجادہ نشین صاحب کی آمد پر استقبالی مراسم کا اہتمام جناب ابوالوقت مولانا شاہ محمد ہدایت الرسول صاحب حنفی سنی قادری نے کیا تھا۔ اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس کے خلف الرشید مولانا مولوی شاہ محمد حامد رضا خان صاحب حنفی سنی مع دیگر اعزاء واحبا کے اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس کی جانب سے اسٹیشن پر سید صاحب قبلہ کے لینے کو آئے تھے۔ مہمان ذیشان کی تکریم و تنظیم شاندار عنوان سے عمل میں آئی۔ جس سے سید صاحب قبلہ بے حد مسرور ہوئے۔ جب سید صاحب قبلہ کی پالکی اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس کے دولت خانہ پر پہنچی تو چند منٹ کے بعد اعلیٰ حضرت دولت خانہ سے برآمد ہوئے۔ اور سب سے اول بعد مراسم سنت سنیہ حضرت خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام مہکتے پھولوں کا ہار سید صاحب قبلہ کو پیش کیا۔ جسے آپ نے نہایت مودبانہ شکرگزاری سے قبول فرمایا۔ پھر دیر تک نہایت پرلطف "قال اللہ وقال الرسول" پر مکالمہ رہا۔ اور طرفین میں شوقیہ مراسم عمل میں آئے۔ پھر ایک بجے بریلی سے بذریعہ ایکسپریس واپسی ہوئی۔ اور نہایت شاندار ملاقات ختم ہوئی۔ اور سید صاحب اعلیٰ حضرت موصوف کے اخلاق و الطاف کریمانہ کے بیحد شکرگزار ہوئے۔ امر حق ہے کہ اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس عجیب ہی مقدس صفات بزرگ ہیں۔ جن کی ذات فیض آیات سنی حنفیوں کے لئے سرمایہ فخر و ناز ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر شریف میں بہت سی برکت عطا فرمائے اور ان کا سایۂ جو رحمت الٰہی ہے ہمارے سروں پر دراز رکھے۔ آمین

(بحوالہ دبدبہ سکندری شمارہ ۲۹ اپریل ۱۹۱۲ء)

ph.d مقالات

☆ اس سال الحمدللہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کے دو فعال اراکین امام احمد رضان خاں بریلوی پر اپنے اپنے ph.D کے مقالات مکمل کر کے ڈگری کا حصول ممکن کرلیا۔ یہ اعزاز صرف اس ادارہ کو حاصل ہوا ہے کہ پاکستان میں سب سے پہلے ادارہ کے اراکین ہی نے ph.D کے مقالات مکمل کرکے ڈگری حاصل کی یہ پاکستان میں بھی اول مقالات ہیں اور دونوں اراکین کو اس لحاظ سے اولیت حاصل ہے کہ اردو زبان میں پروفیسر مجید اللہ قادری نے مقالہ تحریر کیا اور سندھی زبان میں جناب عبدالباری صدیقی صاحب نے مقالہ پیش کیا آپ دونوں کے مقالات کے عنوان مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) پروفیسر مجید اللہ قادری

☆ "کنزالایمان اور دیگر معروف اردو قرآنی تراجم"
زیر نگرانی پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
(شعبہ اسلامیات جامعہ کراچی)

(۲) پروفیسر حافظ عبدالباری صدیقی

☆ "امام احمد رضا کے حالات وافکار (بزبان سندھی)
زیر نگرانی! پروفیسر ڈاکٹر مدد علی قادری
(شعبہ عربی سندھ یونیورسٹی جام شورو)

ڈاکٹریٹ (Ph.D) میں داخلہ

☆ سید شاہد علی نورانی نے پنجاب یونیورسٹی لاہور میں شعبہ عربی میں ph.D کے لئے مقالے کا سنافسس بعنوان "امام احمد رضا کی عربی شاعری" جمع کروایا تھا جو منظور کرلیا گیا ہے اب یہ مقالہ پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صدر شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی کے تحت تیار کر رہے ہیں۔ سید شاہد علی نورانی نے اس سے پہلے M-ED کے لئے بھی ایک مقالہ بعنوان "امام احمد رضا کی علمی خدمات" پیش کرچکے ہیں جو شائع ہوچکا ہے۔

ph.D -- انڈیا

☆ ادارہ افکار حق بہار انڈیا کے روح رواں غلام جابر مصباحی اور آفتاب عالم مصباحی نے امام احمد رضا پر ph.D کرنے کے لیے بہار یونیورسٹی میں اساتذہ سے رضامندی حاصل کرلی ہے اور ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے ان کے لیے یہاں سے عنوانات اور "سنافسس" بنا کر بھیج دیئے ہیں امید ہے کہ جلد ان کو ph.D میں داخلہ مل جائے گا۔

علماء مشائخ کی ادارہ آمد

☆ امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۲ء کے بعد جن علماء، مشائخ، اسکالرز، پروفیسرز اور دانشور حضرات نے ادارہ کا دورہ کیا ان میں قابل ذکر شخصیات کے نام مندرجہ ذیل ہیں!۔

☆ علامہ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی۔ بانی انٹرنیشنل سنی رضوی سوسائٹی ماریشس

☆ مولانا محمد توصیف رضا خاں بریلوی نائب سجادہ نشین درگاہ بریلی شریف (انڈیا)

☆ پیر عبدالخالق ابن پیر عبدالحلیم قادری سجادہ نشین بھرچونڈی شریف ڈھرکی سکھر (سندھ)

☆ السید مازن فتح اللہ خلیفہ الحسینی مفتی شام

☆ شیخ الحدیث ابو الفتح نصر اللہ خان الافغانی سابق رئیس دارالافتاء للمحکمتہ العالیا لدولتہ الاسلامیہ بافغانستان

☆ مولانا عبدالنعیم عزیزی ریسرچ اسکالر روھیل کھنڈ یونیورسٹی بریلی (انڈیا)

☆ پروفیسر ڈاکٹر محمد امین مارہروی استاد شعبہ اردو علی گڑھ یونیورسٹی (انڈیا)

☆ میر حسان الحیدری سہروردی سربراہ حافظ ملت اکیڈمی بھر چونڈی شریف، ڈھرکی، سکھر (سندھ)

☆ پیر طریقت علامہ قاری غلام رسول قادری رضوی کشمیری کراچی

انتقال پرملال

☆ مفتی اعظم پاکستان شیخ الحدیث علامہ وقار الدین صاحب قادری رضوی علیہ الرحمتہ خلیفہ مجاز حجتہ الاسلام علامہ محمد حامد رضا خان قادری بریلوی ۱۸ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ ۱۹ ستمبر ۱۹۹۲ء کو بروز ہفتہ کراچی میں انتقال فرما گئے۔ آپ کو دارالعلوم امجدیہ میں حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری علیہ الرحمتہ کے پہلو میں دفنایا گیا ہے۔ مفتی وقار الدین علیہ الرحمتہ امام احمد رضا کے سچے عاشق اور پیروکار تھے۔ فقہ و حدیث کا عمیق مطالعہ تھا۔ آپ ایک بلند پایہ مفتی تھے اور ہر مسئلہ کی تنقیح و استنباط میں فتاویٰ رضویہ کو بنیاد بناتے تھے۔ آپ کے مجموعہ فتاویٰ کو جمع کیا جائے تو یقیناً" ایک ضخیم جلد تیار ہوگی۔ امید ہے کہ دارالعلوم امجدیہ ان کے فتاویٰ شائع کر کے صحیح معنوں میں ان کی خدمات کا اعتراف کرے گا۔

☆ شیخ الحدیث، مفتی، جسٹس، ڈاکٹر علامہ سید شجاعت علی قادری ابن مفتی سید مسعود علی قادری صاحب کا انتقال اس سال ۲۹ جنوری ۱۹۹۳ء ۵ شعبان ۱۴۱۳ھ کو انڈونیشیا میں ہوا آپ ایک سرکاری وفد کے ہمراہ انڈونیشیا گئے ہوئے تھے کہ رات میں اچانک دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ ۵ دن کے بعد آپ کا جسد خاکی کراچی لایا گیا اور آپ کو آپ کی قائم کردہ دینی درسگاہ دارالعلوم نعیمیہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ آپ کئی کتابوں کے مصنف تھے آپ نے امام احمد رضا کی شخصیت پر ایک مبسوط کتاب "مجدد الامتہ" عربی زبان میں لکھی تھی۔

☆ ادارہ کے نائب صدر حاجی فتح محمد رضوی صاحب بھی اس سال ۱۹ شعبان ۱۴۱۳ھ ۱۲ فروری ۱۹۹۳ء کو کراچی میں دل کا دورہ پڑنے سے انتقال فرماگئے آپ کو میوہ شاہ کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ اس سے قبل ادارہ سے وابستہ جن افرد کا انتقال ہوچکا ہے۔ ان میں ادارہ کے بانی و صدر سید ریاست علی قادری، سرپرست اعلیٰ مفتی تقدس علی خان، شیخ حمید اللہ قادری، سیٹھ حاجی حبیب احمد، آفس سیکریٹری جناب سید لائق علی مصطفوی شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقامات عطا فرمائے آمین۔

اشاعتی خبریں

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی کتابوں کے مختلف زبانوں میں تراجم:-

☆ تامل ناڈو (ہندوستان) کے ایک فاضل استاد پروفیسر رحمت اللہ صاحب نے "حیات مولانا احمد رضا خان بریلوی" کا انگریزی زبان میں ترجمہ مکمل کر کے ڈاکٹر صاحب کو بھیج دیا ہے۔ اس سلسلے میں عبدالرشید مدہوش اشرفی صاحب (ہندوستان) کی کاوشیں قابل تعریف ہیں ادارہ جلد ہی اس کی اشاعت کا بندوبست کررہا ہے۔

☆ "رہبرو رہنما" کا ہندی زبان میں ترجمہ انڈیا سے شائع ہوگیا ہے اس کی اطلاع مولانا سرتاج احمد صاحب (بریلی شریف) نے ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کو ارسال کی تھی۔

☆ "رہبرو رہنما" کا فرانسیسی زبان میں بھی ترجمہ مکمل ہوگیا ہے علامہ محمد ابراہیم خوشتر۔ صدیقی قادری صاحب سنی رضوی سوسائٹی ماریشس بریلی شریف کی جانب سے اس سال شائع کررہے ہیں۔

☆ "اجالا" کا ہندی زبان میں ہندوستان سے ترجمہ شائع ہوگیا ہے یہ ترجمہ "ادارہ افکار حق" بہار نے شائع کیا ہے۔

☆ "فقیہ العصر" ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کے مقالے کو شیخ الحدیث علامہ محمد نصراللہ خان افغانی صاحب نے عربی زبان میں ترجمہ کیا ہے جس کو ادارہ "امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۳ء" کے موقع پر شائع کررہا ہے۔

☆ ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی نئی تصنیف "محدث بریلوی" بھی ادارہ اس موقع پر شائع کررہا ہے۔

دیگر اشاعتی خبریں

☆ مولانا عبدالغنی سالک نے سلام اعلیٰ حضرت پر مکمل تضمین لکھی ہے جو گجرات پاکستان سے شائع ہوئی ہے۔

☆ مفتی محمد خاں صاحب (لاہور) نے سلام رضا کی شرح مکمل فرمائی ہے جو ۴۵۰ صفحات پر مشتمل ہے جس کو ماہنامہ "جہان رضا" قسط وار شائع کررہا ہے بعد میں مدیر ادارہ صاحبزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب اس کو کتابی صورت میں شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

☆ ملک العلما مولانا ظفرالدین قادری بہاری علیہ الرحمتہ کی معرکتہ الارا تصنیف البہاری کا حصہ اول (کتاب العقائد) کا مسودہ ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب نے مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب کو ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کے توسط سے روانہ کردیا ہے

امید ہے کہ جلد ہی یہ کتاب شائع ہو کر منظر عام پر آجائے گی۔ پچھلے سال صحیح البہاری کی (جلد دوم) حیدر آباد سندھ سے شائع ہوئی تھی جس کا اہتمام پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں نے کیا تھا۔

☆ پروفیسر ڈاکٹر محمد امین مارہروی صاحب نے اپنے دورہ کراچی میں یہ خوشخبری سنائی کہ ان کے کتب خانے میں حدائق بخشش کا اصلی مسودہ موجود ہے جس پر وہ خود تحقیق کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور اس کی فوٹو کاپی وہ جلد ادارہ کو ارسال کردیں گے۔ بعد میں وہ ڈاکٹر مختار الدین آرزو صاحب (علی گڑھ) کی مشاورت سے حدائق بخشش کی تدوین نو کریں گے جس کو ادارہ شائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

☆ پروفیسر سید محمد ذاکر حسین شاہ صاحب سیالوی بانی و مہتمم جامعۃ الزہرا (مال روڈ راولپنڈی) نے گیارہ ابواب پر مشتمل ایک مبسوط کتاب "امام احمد رضا ایک مظلوم مفکر" تصنیف فرمائی ہے۔

☆ ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب (علی گڑھ) نے ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کو اپنے مکتوب میں یہ اطلاع دی ہے کہ امام احمد رضا کی تحریریں میں آپ کا تصنیف کیا ہوا عربی قصیدہ "آمال الابرار و آلام الاشرار" موجود ہے جس کی فوٹو کاپی وہ جلد ہی ادارہ کو روانہ فرمادیں گے۔

☆ نو مسلم اسکالر ڈاکٹر محمد ہارون (انگلینڈ) نے لندن سے ماہنامہ Islamic Times میں کئی مضامین لکھے ہیں۔

ان تمام مضامین میں مسئلہ کا حل امام غزالی اور امام احمد رضا خاں بریلوی کی تعلیمات کو بنیاد بنا کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے امام احمد رضا کی تعلیمات کو آج کی اہم ضرورت قرار دیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ہارون نے دین اسلام کے مطالعہ اور اسلام قبول کرنے کے بعد حقیقت کا انکشاف کیا کہ سنی مذہب ہی سچا مذہب ہے اور حقیقتاً" یہی اللہ کا راستہ ہے اور امام احمد رضا کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے امت مسلمہ کو اسی راستے کی طرف راغب کر کے رہبرو رہنما ہونے کا حق ادا کیا ہے۔

☆ مولانا معزالدین احمد اشرفی حیدر آباد دکن نے امام احمد رضا کی عربی کتاب "الحق المجتلی فی حکم المبتلی" (۱۳۳۴ھ) کا اردو ترجمہ مکمل کرلیا ہے یہ کتاب ہندوستان سے شائع ہو رہی ہے۔ جب کہ مرکزی مجلس رضا لاہور اسے پہلے ہی شائع کرچکی ہے۔

☆ علامہ محمد عبدالحق ظفر چشتی صاحب نے امام احمد رضا کی لگ بھگ ۴۰۰ کتب و رسائل (غیر مطبوعہ) کا جائزہ لیتے ہوئے ایک بہت ہی مفید اور معلوماتی مضمون بعنوان "فاضل بریلوی کی غیر مطبوعہ (عربی، اردو، فارسی) کتابوں پر ایک نظر" تحریر فرمایا ہے جو ماہنامہ جہان رضا لاہور نومبر ۱۹۹۲ء میں شائع ہوا ہے۔

☆ جناب محمد عبدالستار طاہر صاحب نے ایک کتاب "منزل بہ منزل" تحریر فرمائی ہے جس کو انٹرنیشنل پبلی کیشنز حیدر آباد (سندھ پاکستان) نے شائع کی ہے۔ اس کتاب میں ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب سرپرست ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے حالات زندگی اور ان کے علمی و ادبی کارناموں پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

☆ کنزالایمان فی ترجمہ القرآن مع خزائن العرفان کا بنگلہ زبان میں ترجمہ مولانا محمد عبدالمنان صاحب (ڈھاکہ) نے مکمل کرلیا ہے جس کو کمپیوٹر آف اسٹیٹ پریس ڈھاکہ بہت جلد ہی شائع کررہا ہے۔

اردو نصاب اور امام احمد رضا کی نعتیں

☆ ڈاکٹر نواب نظام حسین خاں اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو بریلی کالج انڈیا کی کوششوں کی بدولت ہندوستان کی روہیل کھنڈ یونیورسٹی میں پہلی مرتبہ امام احمد رضا محدث بریلوی اور مولانا حسن رضا خاں بریلوی کی نعتیں ایم۔ اے اردو کے نصاب (پرچہ اول) میں شامل کرلی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ پرچہ ہفتم میں جس میں طالب علم کو کسی ایک شاعر یا مصنف کی شخصیت کے بارے میں لکھنا ہوتا ہے اس ۱۰۰ نمبر کے پرچے میں امام احمد رضا کو بحیثیت شاعر شامل کرلیا گیا ہے۔

پاکستان اسٹڈیز اور منظر الاسلام

☆ پروفیسر حافظ ڈاکٹر عبداللہ قادری جو جامعہ کراچی میں شعبہ سیاسیات میں اسسٹنٹ پروفیسر ہے اور ساتھ ہی پاکستان بورڈ آف اسٹڈیز کے ممبر بھی ہیں آپ کی کوششوں سے M.A پاکستان اسٹڈیز کی ٹیکسٹ بک میں جہاں اور دینی مدرسوں کا ذکر ہے وہاں امام احمد رضا کا قائم کردہ مدرسہ منظر الاسلام بھی شامل کیا ہے اس مدرسہ کی مختصر تاریخ ۳ صفحات پر مشتمل ہے۔